صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	۲	ک	آگ	۱۳۰	۳	ماے غم	مارے
۱۰۱	۲	نیغ	تیغ	״	۴	تو	[illegible]
۱۰۱	۱۴	بہائی	بہاگی	״	۷	گے	گے
״	۱۵	جھیوٹے	جھوٹے	״	۱۴	بنایا	بنا
۱۰۳	۱۴	بھری	دھری	۱۳۱	۶	ہے	سے
۱۰۴	۱۸	بجلیون	بجلیون	״	۱۲	کو	کو
۱۰۶	۱۵	جھکا	جھنکار	״	۱۳	کہ	کو
۱۰۸	۱۵	اٹکے	اٹکے	״	״	دسنے	[illegible]
۱۱۰	۱۵	کیسے یا بخت	کس کے یا بخت	״	۱۶	پڑھتے	[illegible]
״	۱۸	ہے	سے	۱۳۴	״		چھوڑ
۱۱۵	۸	عدا	غذا	۱۳۶	۱۱	بارو	تارو
۱۱۶	۱۷	سیے	سبے	۱۳۹	۳	چہرہ	چہرہ
۱۲۱	۱۵	سئی	گئی	״	۴	تو	کو
۱۲۸	۱۲	دیا	دیبا	۱۴۰	۸	چھپاسے	چھپاسے
۱۲۹	۲۰	نگ	رنگ				

ہے آئینہ صفا عجائب بندش بیت — عیاں ہے چہرۂ پر نور معنی
کلیم طبع لکھ تاریخ اسکی — گلستان مضامین طوامع
۱۸۸۷ع

یوسف — جناب نواب محمد یوسف حسین خانصاحب بہادر رئیس شہر لکھنؤ شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

شوق کی یہ مثنوی ہے بے نظیر — اس پہ ہے اہل سخن کا اتفاق
کیا بیان دلبستگی کا حال ہو — ہو وفاق ایسا کہ قربان ہوں
کلک یوسف نے لکھی تاریخ طبع — جلوہ آرا حال درد اشتیاق
۱۳۰۵ھ

حسّان — جناب منشی محمد مہر علیصاحب بھٹولوی۔ شاگرد (قدر بلگرامی مرحوم)

زنیرنگ این مثنوی فصیح — بدام فصاحت سخن ا
چو حسّان خیال سن طبع کرد — رقم قلم نسخۂ
۱۸۸۷ع

فیروز — جناب محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری

کرے وصف کیا کوئی اس مثنوی کا — سراپا کہانی ہے درد جگر کی
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب — کہی مثنوی شوق والا گہر کی
۱۳۰۵ھ
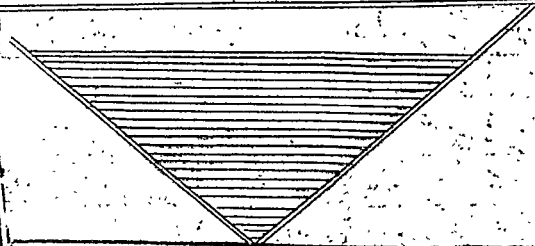
معصوم جناب میر معصوم علی صاحب شاگرد جناب عمدۃ الدولہ بہادر
(حکیم لکھنوی)

شوق نے کیا نظم کی ہے مثنوی	جسکا دل طالب ہو وہ مطلوب ہے
کیوں نہ ہو سالِ طبع میں معصوم فکر	لکھدے اب یہ مثنوی مرغوب ہے

۱۸۸۷ء

ایضاً

واہ اے شوق واہ کیا کہنا	ہے عجب دلربا ترانۂ شوق
کہا معصوم نے یہ سالِ طبع	ثمرۂ جان ہے یا ترانۂ شوق

۱۸۸۷ء

نعیم جناب حکیم محمد نعیم الزمان خانصاحب شاگرد جناب منشی
(امیر احمد صاحب امیر)

ہے چمن نظم شوق سخنور	رنگ چمن پر خندہ زن ہے
مثنوی ہے یہ	اک معشوق رشک چمن ہے
اسکی سیاہی شام [illegible]	اور سپیدی صبح وطن ہے
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا	دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کہیے نعیم اب تاریخ اسکی	کیا ہی لعل تاج سخن ہے

۱۳۰۵ھ

وزیر جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب حکیم

کہی ہے عجب مثنوی شوق نے	بلا شبہ یہ دامن فیض ہے
ہوئی فکر تاریخ جبدم وزیر	یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے

۱۳۰۵ھ

وفاق جناب شیخ رحمان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

ارم ہے مثنوی حضرت شوق	کہ ہیں غلمان لفظ و حور معنی

روبرو اس زبان اردو کے	فارسی کی تمام ترکی ہے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر	فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال اسکی	فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اوڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون	سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے	ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتفِ غیب بھی یہ کہتا ہے	بارک اللہ عجیب شوخی ہے

۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق باذوق	افسونے خواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین	نیرنگ معنی شگفتہ

۱۳۰۵ھ

ایضاً

می سزد بہر نثار این نگارین مثنوی	آبِ زر شہوار اشعار نسیم
گرچہ میگوید سخندانش بہار سخنوران	گفتمش کہ تاریخ لفظ نے بہر گلزار نسیم

۱۳۰۵ھ

ایضاً

ہوش رباگشت ز اہل مذاق	چاشنی این سخن ذوق شوق
ہاتفِ غیب از پے تاریخ سال	گفت ز محسن چمن ذوق شوق

۱۳۰۵ھ

محبت سید محمد واجد حسین صاحب تعلقدار رسولی شاگرد جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی مثنوی	کہتے ہین سب شاعر اسکو جان عشق
لکھو ہجری مین محبت سال طبع	ہے عجائب یہ بہارستان عشق

۱۳۰۵ھ

نور افشان مدام این تصنیف
جلوۂ جاودانی ترانۂ شوق

اہل عالم ہمہ مسرت سنج
دل کشادہ شادمان ترانۂ شوق

گفت تاریخ طبع ذہن عقیل
صبح عید جہان ترانۂ شوق

عیش۔ جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی ۱۳۰۵ھ

زہے احمد علی شوق سخنور
وہ ہیں اے عیش بیشک فائق ذوق

لکھی یہ مثنوی کیا عاشقانہ
فصاحت میں وہ سبقت لے گئے فوق

کلام اونکا گلے کا ہار یون ہی
کہ جیسے گردن معشوق میں طوق

لکھو سب روسے رحمت طبع کا سال
خیال عمدہ و بس نازک شوق

عارف۔ جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب حکمت الدولہ بہادر (حکیم لکھنوی) ۱۳۰۵ھ

شاہد این مثنوی [illegible]
ہست رنگین چہرہ مانند خیال

بہر نظم شوق [illegible] طباع
گفت عارف خوبصورت بیمثال

قیصر۔ جناب منشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی (امیر احمد صاحب امیر) ۱۸۷۸

خوب ہی رنگین ہے گل نظم شوق
سارے گلون کا ہے یہ سرتاج گل

مصرع تاریخ یہ کہیے قیصر
باغ معانی کا کھلا آج گل

محسن۔ جناب مولانا محمد محسن صاحب کاکوروی مصنف چراغ کعبہ (صبح تجلی۔ سراپاے رسول اکرم و قصائد نعتیہ وغیرہ) ۱۳۰۵ھ

اس قدر شوخ مثنوی محسن
[illegible] کسی نے [illegible] لکھی [illegible]

اگر دو نقطون سے کے دوائر یون ہین	پاؤن مین جیسے دولھن کے چھاگل
خاتمہ اوس پہ مناسب کا ہے	شہد آخر ہے تو ملیح ادل
ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم	کب زمین شعر کی ہے بے بادل
پلے تاریخ مین ہے جاے حنا	رنگ خون جگر حسن ازل ١٣٠٥ھ

شہیر۔ جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار مچھلی شہر
صنلع جونپور

بے مثل و لاجواب ہی یہ نظم دلفریب	سب شاعری کے رنگ ہین آپس مین ملے ہوے
تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر	گلزار فکر شوق کے ہین گل کھلے ہوے ١٨٨٤ع

شاعر۔ جناب منشی فضل حسین خانصاحب تعلقدار جلال پور
رئیس قصبہ سندیلہ

از شوق چو طبع مثنوی شد	احسنت بگفت روح صائب
شاعر چو نمود فکر تاریخ	گفتم [illegible] عجائب و غرائب ١٣٠٥

ظہور۔ جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب منیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم

اس مثنوی کی مدح مین قاصر زبان ہے	محنت جناب شوق نے کی ٹوٹ ٹوٹ کے
ہاتف نے دی ندا یہ پے سال اے ظہور	حق یہ ہی بھر دیا ہے مزہ کوٹ کوٹ کے ١٣٠٥

عقیل۔ جناب سید مہدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمہ بہار لکھنؤ
شاگرد جناب تسلیم

طبع شد مثنوی نادر دہر	یادگار زمان ترانہ شوق
نظم روشن کلام ماہ مبین	نیر آسمان ترانۂ شوق

بسمل جناب منشی محمد واحد علیصاحب کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

رنگین نظم ترانۂ شوق | ہے تازہ شگفتہ باغ عشاق
روشن ہین جو عشق کے مضامین | ہر دائرہ ہے چراغ عشاق
ہوجاتے ہین مست اسکو پڑھکر | گویا ہے سے ایاغ عشاق
آتی ہے وہ بوے گلشن حسن | تازہ جس سے دماغ عشاق
تاریخ کہی یہ مین نے بسمل | افسانۂ دردوداغ عشاق

۱۲۸۸

تمنا۔ شیخ محمد رفیع الزمان خانصاحب شاگرد جناب حکیم

کیا شوق نے مثنوی کہی ہے | بے شبہہ یہی ہے رہبر عشق
تاریخ لکھ اسکی اے تمنا | دامان امید دفتر عشق

۱۳۰۵

حکمت جناب مرحمت الدولہ بہادر الملک منشی سید غضنفر علیخانصاحب بہادر
صولت جنگ خلف ... تدبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

ہے عجب مثنوی حضرت شوق | ہر مفصل ہے نثار مجمل
عقل اول کے لیے کا غذ پر | نقطے ہین عقدۂ مالاینحل
حسن بندش پہ قصیدہ ہی فدا | رنگ پر دل سے ہی قربان غزل
ہر ابداے عدد ہے مصرع | صورت نشتر زنبور عسل
چشم احباب کو دیتا ہے وہ نور | میل سرمہ ہو نہ کیون ضرب مثل
ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم | اول اول ہوے ہین مستعمل
انتخابی یہ دیے ہین نقطے | حرف منقوط ہے حرف مہمل
بات پر اوسکی ہے قربان نبات | نوشدارو ہے نثار حنظل

بکمال فضل او این مثنوی — سب جے ناطق ولیلے بس صریح
در جہان گوئے سخن را زندہ کرد — از دم جان بخش مانند مسیح
پر ز ذوق و شوق آمد حرف حرف — شوق را بخشید حق ذوق صحیح
در سواد ہند نطق نقش و نگار — شور شیرین کاری حسن ملیح
بسکہ جو شد معنی رنگین ازو — خامہ اش ماند یہ حلقوم ذبیح
مصرع تاریخ طبع افسر نوشت — مثنوی شوق دلچسپ و فصیح

امیر جناب منشی واجد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
برادر خورد مصنف

قبلۂ من شوق سخنور ز شوق — مثنوی تازہ و رنگین بگفت
ابر بجوشش آمد و تاریخ او — نو گل گلزار مضامین بگفت

التجا جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجر شاگرد رحمت الدولہ بہادر حکیم

واہ کیا اچھی چھپی ہے مثنوی — ہے یہ شوق نامور کی یادگار
التجا لکھ مصرع تاریخ سال — جام دانش انتخاب روزگار

بقا جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر صاحب صبا مرحوم

آبدار اور مصفا ہے یہ نظم — واہ کیا تازگی و جدت ہے
جابجا دور دقرین شہرۂ شہر — دھوم ہے تذکرہ ہی شہرت ہے
راستی مین بھی ہر اک مصرع تر — ایک معشوق سہی قامت ہے
دی ندا ہاتف غیبی نے مجھے — کس لیے فکر سن ہجرت ہے
اے بقا شوق سے یہ کہدے آپ — مثنوی آئینۂ حیرت ہے

قطعات تاریخ ترانۂ شوق

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی۔ اوستاد نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر اسیر مرحوم و مغفور

شوق کیا ہے کارنامہ ہے — شعر کیا شاعری کا جوہر ہے
دل میں چبھتی ہیں شوخیاں اسکی — حرف حرف اس کا تیز نشتر ہے
اسکا ہر شعر تر نزاکت سے — چمن نظم میں گل تر ہے
در شہوار ہے ہر اک مصرع — بیت بیت اسکی سلک گوہر ہے
ہے ہر اک صفحہ عارض محبوب — سطر یا گیسوئے معنبر ہے
شانہ زلف پری کا ہر لفظ — بندش آئینۂ سکندر ہے
حسن معنی عیاں ہے لفظوں سے — یا کوئی شوخ حور پیکر ہے
سال تاریخ امیر نے یہ کہا — کہ عروس سخن کا زیور ہے ۱۳۰۵ھ

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک منشی سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب تدبیر الدولہ آسیر مرحوم و مغفور

واہ کیا مثنوی یہ نادر ہے — ہے یہی وجہ یاد حسن و عشق
شوق میں سال طبع لکھ افضل — دفتر راز دیاد حسن و عشق ۱۳۰۵ھ

افسر جناب منشی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ مہی شاگرد جناب قیصر مرحوم بلگرامی

حبذا احمد علی شوق آنکہ ہست — رائے او روشن تراز روے صبیح

نکلے یہ زبانِ اہل فن سے — لعل اوگلے ہیں شوق نے دہن سے
رنگ اس سے نہ جم سکے کسی کا — شنگرف کا رنگ ٹھہرے پھیکا
یہ رنگِ شفق جو دیکھ پائے — شب کی چادر مین منہ چھپائے
روئے مئے سرخ کا پیالہ — داغی ہو حسد سے قلبِ لالہ
گل زرد ہو پتی پتی جھڑ جائے — پان خوردہ حسین کا منہ بگڑ جائے
روشن ہو یہ خوبی معانی — قصہ یوسف کا ہو کہانی
صفحون کی چمک دکھائے یہ روپ — سائے کے لباس مین چھپے دھوپ
محجوب ہو چاند منہ چھپائے — بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے
ہو لفظ مین حسن معنی خوب — جیسے گھونگھٹ مین روئے محبوب
آنکھون مین رہے یہ نور بنکر — جا دل مین کرے سرور بنکر
عاشق اپنا خیال سمجھے — معشوق اپنا جمال سمجھے
اربابِ سخن کرین مری قدر — چمکا کے بنائین ذرے کو بدر
مین ملکِ سخن مین کچھ نہین ہون — ہان کشتِ سخن کا خوشہ چین ہون

جتنی میرے سخن کی ہی دھوم
سب ہے فیضِ آسیرِ مرحوم

انجمن ہوا سے آرزو مین — تپا سا اوڑا وہ گل کی بو مین
یکجا ہوئے طالب اور مطلوب — باہم ملے یوسف اور یعقوب
جو چہرہ کہ تھا چراغ گل کا — اب کھل گئے ہوا وہ باغ کا گل
بجرے لیے جھکے امیر بڑھکر — بیٹے سے ملا وزیر بڑھکر
کھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت — خلعت بخشے لٹائی دولت
کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن — صدقے اوس دن پہ عید کا دن
قدمون سے لگا تھا عیش جاوید — ہر نقش تھا سرنوشت جمشید
بے اوسکے محل تھا چشم بے نور — روشن کیا اوسنے چشم بد دور
مان کے پانون پر گرے جا مرد — لپٹا قدمون سے صورت گرد
عورتین تو تھین تین ایک [illegible] — ربع مسکون مین چار دن سے [illegible]
اختر زہرہ کو [illegible] — تارا تھی تو برج اوسنے پایا
مل جل کے وہ یون رہے [illegible] — دونون جیسے رہین [illegible]

خاتمہ

نیرنگ سخن دکھا چکا تو — سر سجدے کو لے قلم جھکا تو
اللہ کا شکر آج ادا کر — ماتھا رگڑا اور یہ التجا کی
مقبول ہو یہ فسانۂ شوق — ہر بزم مین ہو ترانۂ شوق
تا حین نکلین نہ اس بیان مین — پھولے پھلے گلشن جہان مین
یقین رکھنے کو طعنہ زن حرف — سمجھین نہ [illegible] اہل فن حرف

حیرت سے تھے بسکہ آشنا طاق ۔ ابروے تنِ مردہ کے تھے یا طاق
برہم زدہ ساری انجمن تھی ۔ پیشانیِ فرش پُرشکن تھی
ہمچشم کے ہجر کا قلق تھا ۔ آئینے کے منھ کا رنگ فق تھا
رنگت بدلی چمن کی غم سے ۔ پھل گر پڑے مثلِ بارِ ہم سے
گل تھے داغی ثمر تھے داغی ۔ سارے برگِ شجر تھے داغی
غم سے ہوئین آبدیدہ نہرین ۔ بیچینی سے تلملائین لہرین
زہرہ گریان تھی غم کے مارے ۔ آنسو تھے کہ ٹوٹتے تھے تارے
دن ہو یا شب سحر ہو یا شام ۔ تھا صورتِ نبض چلنے سے کام
دکھلاتا تھا عالمِ روانی ۔ پانی پہ ہوا زمین پہ پانی
مانا کہ نفس کبھی نہ دم لے ۔ چال اونکی جو دیکھے تو قدم لے
وہ آگے روان ہون تیر گر جائے ۔ پیچھے پیچھے ساتھ پھر جائے
جو پائے وطن وطن مین پہونچے ۔ مرغانِ چمن چمن مین پہونچے
غل ہو گیا ماہِ عالم آیا ۔ پھر کر تنِ مردہ مین دم آیا
کہتے سنتے ہنسی ہنسی مین ۔ تو پھیل گئی گلی گلی مین
جو رجعتِ مہر کے تھے منکر ۔ کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر
مشتاقِ جمال شہر بھر تھا ۔ چشمِ عاشق ہر ایک در تھا
نکلے ملنے سب اوس قمر سے ۔ مانند دعا دہانِ در سے
پتلی مین لیا نظر نظر نے ۔ دل نذر کیا بشر بشر نے
سلطان نے سُنا تو دل ہوا شاد ۔ بولی امید خانہ آباد

سفر کے رستے پر لانا۔ وطن مین آلڑاپچوان سے ملنا ملانا

رندون کو بہت جھلا نہ ساقی
گرکشتی سے روانہ ساقی

مے پی کے یہ جھوم لین تو چلدین
منھ جام کا چوم لین تو چلدین

شہزادے کو لوٹگی وطن کی
طائر کو ہوا ہوئی چمن کی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار
آنکھوںمین وہ سرزمین ہوئی خار

سوچا کہ نکلیئے نام کی طرح
موج آئی کہ چلیئے جام کی طرح

پردیس مین انتشار کبتک
بالائے ہوا غبار کبتک

کیا لطف جو غیر بشر سے چھوٹا
کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا

روشن ہو کہان چراغ کس کا
پھل دے کسے نخل باغ کس کا

غربت کا نٹا سی دل مین کھٹکی
بن دیس کی تھی سفر پہ ہٹ کی

زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے
حسرت کو کیا گواہ اوسنے

دانا تھی وہ سمجھی ٹالنا کیا
دم دہلے کے کا جال ڈالنا کیا

سیاروں کی راہین کون روکے
عشاق کی آہین کون روکے

تھا کوئی عزیز اوس کا یوسف
سونپا اوسے ملک بے تکلف

لیکر زر و مال جو تھا درکار
راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھر بار

گھر کی صورت ہوئی نرالی
بے عقل دماغ جیسے خالی

شیشہ بے بادہ خلد بے حور
پہلو بے یار دیدہ بے نور

دیوارین سکوت مین کھڑی تھین
شمعین یکسر جلی پڑی تھین

بولا کوئی سحر اگر سکھاوے | میرے دل کی لگی بجھاوے
پھر مین زہرہ کو بس مین لاؤن | چاہون جو ناچ وہ نچاؤن
جھپی جو ستے کی اوسنے پائی | منھ پھیر لیا جو منھ کی کھائی
جل بھن گئی تاؤ کھا کے بولی | مجھ کو نہین بھاتی یہ ٹھٹھولی
مجھ سے رہو دور دور ہی تم | ہو بد نظرے ضرور ہی تم
اس چاہ کا مین مزہ چکھاؤن | زہرہ ہون تمھین کنوین جھنکاؤن
منھ مین جو آیا بک کے چلدی | بجلی کیطرح چمک کے چلدی
گذرے کچھ دن جو ہنتے رہتے | چھیڑا لوگون نے کہتے کہتے
شہزادے نے ہنس کے عقدہ کھولا | اوس سے کہا اس کا دل ٹٹولا
زہرہ اختر تھے دونون راضی | عقد اون کا کیا بلا کے قاضی
زینت کا کیا جو شب نے سامان | تار[illegible]ے چنی جبین پہ افشان
مہتاب کی آرسی عیان کی | اور مانگ دکھائی کہکشان کی
دل کھول کے ملنے کو سدھارے | اک برج شرف کو دو ستارے
اختر نے حجاب کی نظر سے | در بند کیے ہوا کے ڈر سے
منظور اوسے خود تھی پردہ داری | منھ پھیر کے آرسی اوتاری
کہتی تھی حیا یہ ظلم ہے سخت | آتی جاتی ہے سانس کمبخت
کاہے کو سنے کسی کی کوئی | کیا جانے پرائے جی کی کوئی

ماہِ عالم کا پردیس سے پھر آنا۔ زہرہ کو

ماتھے پہ جو ناز کی شکن ہے — یہ تو مرے حسن کی پھبن ہے
گھونگھر بالون مین ہین تو ہین پھر — پھندے جالوئین ہین تو ہین پھر
ہان پھول ہین گال پھر تمھین کیا — ہان ہونٹھ ہین لال پھر تمھین کیا
ہو دانت تمھین دکھائی ہوئین — کہنا نہ کہ منھ چڑھاتی ہوئین
چوٹی جو دکھاؤن مین تو کیا ہو — شبہ تمھین سیس ناگ کا ہو
لچکاؤن کمر تو کیا کرو تم — چمکاؤن نظر تو کیا کرو تم
مین ناز نہ کم کرون گی ہان ہان — گھنگھرو چھم چھم کرون گی ہان ہان
میری منھدی کی لاگ دیکھو — ہاتھون مین لیے ہون آگ دیکھو
آنکھین تو ہین سامنے تمھارے — دیکھو دن ہی کو شب کے تارے
تم دیکھتے ہو ادائین جتنی — پلّو مین بندھی ہین ایسی کتنی
لالچ کی نظر نہ [illegible] — کچھ اور نہ دیکھو بھالو۔ دیکھو
کیا کہتے ہو کچھ سنون تو مین بھی — قابل سننے کے باتین ہین بھی
آواز جو دھیمی اس قدر ہے — شاید مرے سرمے کا اثر ہے
کیون آنکھون مین آرہا ہی پانی — یہ تو ہی مرض کی اگ نشانی
آنسو ہین یہ۔ ہان سبب مین سمجھی — بچپن پلٹ آیا اب مین سمجھی
یون ہی ترس آیا۔ یہ نہ مانون — کیا تم کو مین دل کا نیک جانون
تم لاکھ چھپاؤ کھاکے قسمین — پوشیدہ غرض تھی اس ترس مین
احسان کے بدلے تمکو کیا دون — ہان قید مین ہو تو مین چھڑا دون
کیا تم مرتے ہو سچ بتاؤ — کیونکر مرتے ہو مر تو جاؤ

سائے سے بدن کے دھوپ پھیلی — رخ صاف تھا آرسی تھی میلی
جب گوندھ کے اوسنے چھوڑی چوٹی — ناگن صحن چمن مین لوٹی
رنگین کئے دونون لب مسی سے — روئی کالی گھٹا اسی سے
شاخ گل سرو تن کے پھولی — بالی پتے پہن کے پھولی
کان اوسکے تھے موتیون مین اسطرح — عاشق کا دل آبلون مین جس طرح
ہیرے کا کنول تھا جسکی تھی لونگ — تھی ناک سنگار کی وہی لونگ
قد مین نہ زیور کچھ اسقدر تھا — گھنگچی کا پھلا ہوا شجر تھا
دھانی کپڑون مین تن کا یہ حال — مینا تو زمرد مین تھا مے لال
ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے ٹہلی — اختر کو نظر پہ رکھ کے ٹہلی
بولا کوئی پرغرور کیون ہو — بولی کوئی ناصبور کیون ہو
بولا جو کسی کا دل ہو بے چین — بولی تو ضبط کر کے لے چین
بولا جو نہ ضبط کر سکے وہ — بولی۔ تو مرے جو مر سکے وہ
بولا تو ہو خون یون کسی کا — بولی۔ تو ہوا کرے مجھے کیا
بولا یہ ستم ترس کے بدلے — بولی یہ کہو۔ ہوس کے بدلے
بولا کہ ہوس ہے اور ہی چیز — یہ عشق ہے عشق قدر کی چیز
دنیا مین نہ ہو جو عشق کی ذات — پوچھے پھر کون حسن کی بات
اتنا کوئی شکل پر نہ اترائے — کسکی رہی اور کسکی رہجائے
بولی کہ چلو چلو ہوا ہو — مینے تو نہین کہا کہ چاہو
اتراتی ہون ناز کرتی ہون مین — ہان ہان بنتی سنورتی ہون مین

اختر نے وہ لوح پاکے لی راہ — حرز سحر کی کاٹی صورت کاہ
قفل باب طلسم توڑا — دوزخ کو ارم بناکے چھوڑا
دیکھا تو نہ وہ فسون نہ وہ لاگ — گلزار خلیل ہو گئی آگ
ساحر پہ پڑی جو چوٹ بھاری — فی النار تھا ایک پل مین ناری
نکلی جو برنگ کہکشان راہ — زہرہ نکل آئی صورت ماہ
رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی — رک رک کے کمر سنبھالتی تھی
سسکی لب پر شکن جبین پر — انچل منھ پر نظر زمین پر
گردن نہ اوٹھا سکی وہ گلفام — احسان کا بوجھ شرم کا نام
پوشیدہ غبار سے تھی صورت — جیسے خاطر ہو پر کدورت
دکھلاتے تھے بال اوسکے اڑ کر — اوڑتی ہوئی ناگنین ہوا پر
بو اپنے چمن مین پھر [illegible]ئی — روح اپنے بدن مین پھر کے آئی
مہمانون کو لائی پتلیون پر — دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر
ہمچشم سے ملے جو تکتے تھے راہ — آئے وہ عزیز جنکو تھی چاہ

عاشق معشوق کا وصال یعنے زہرہ اور اختر کے عقد کا حال

ساقی آمیکدے کا در کھول — خم صلوت چشم فتنہ گر کھول
مے پینے کو رند آڈٹے پھر — چلو چلو ابھی بٹے پھر
جب بیچ مین اپنے آئی زہرہ — تھا اور ہی راگ لائی زہرہ
دھو دھاکے جو صاف کر لیا تن — نکھری وہ نکھر کے جیسے کندن

وہ رنج و غم اب سے دور بھولے
اپنی بیتی حضور بھولے

بولا کہ طلسم ہے بلا کا
شعلون سے گذر نہین ہوا کا

اس آگ مین کون آدمی جائے
دوزخ مین نہ کوئی جیتے جی جائے

بولا کہ بلا کا ڈر کہان تک
پتے کو ہوا کا ڈر کہان تک

آتی ہے بلا تو کٹتی بھی ہے
بڑھتی بھی ہے رات گھٹتی بھی ہے

کاکل کالی بلا ہے لیکن
ہون موے سیہ سفید اکدن

تھی دفتر عقل مین پری فرد
سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد

بے آب ہو خاک تشنگی دور
پیے مے نہ مٹے خمار مخمور

ہم قوم تھا ایک صاحب دل
عالم زاہد فقیر کامل

پیشانی صاف آب کوثر
داغ سجدہ حباب کوثر

گونگا بولے جو لب ہلاوے
پتلی تو نگاہ سے جلاوے

عقدہ کرے حل ذہن جو کھولے
زندہ کرے موت کو جو بولے

گھر اوسکا تھا دامن جبل مین
وہ لعل تھا سنگ کی بغل مین

بادل کی طرح اوڑی ہوائی
پاس اوسکے وہ مثل صبر آئی

آئینہ تھا قلب صاحب فن
اندھیر کا حال سب تھا روشن

منہ کھلتے ہی در کھلا سخن کا
کھویا باتون سے درد جی کا

دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد
ہوا آتش سحر مثل گل سرد

یون لے کے روان ہوئی وہ بیتاب
جسطرح روان ہو کوہ سے آب

غم لے کے گئی تھی عیش لائی
غنچہ گئی پھول ہو کے آئی

یکجا کیا سب کو یون خدا نے
جسطرح انار مین ہون دانے

مل مل کے وہ مدتون کے چھوٹے
ایسے ملے کہ بند ٹوٹے

اختر کی بیچینی اور شہزادیکا سمجھانا مشتری کا فقیر کی اپنے سے لوح لانا

اختر کا لوح لیکے جانا ساحر کو مارکے زہرہ کو قید طلسم سے چھوڑانا

بے مے نہ جئین گے رند ساقی
واللہ نہ جئین گے رند ساقی

ہنس دے چین جبین سے حاصل
یان کم ہنسنے سے نہین ہے حاصل

آئینہ ہوا جو رازہ ہمدم
آیا جو جگر مین ماہ عالم

دیکھے اختر کے داغ اوسنے
جلتے پائے چراغ اوسنے

بولا کہ ارے صبر نہ ہو تو
جی ہے تو جہان جی نہ کھو تو

دل جاکے نہ ہاتھ آئے
کچھ قرض نہین کہ پلٹے گا پھر

دانائی نہین کہ سم کو چکھیے
دلدل مین قدم کبھی نہ رکھیے

کیا داغ ہے زر کہ کام آئے
کیا غم ہے ثمر کو کوئی کھائے

لے جان کہ سوچ جی مین چھپکے
من والے کو کھلائے چپکے چپکے

یان پند زبان پہ تھی وہان آہ
یان جان عزیز تھی وہان جاہ

بولا کہ نہ بولو دل ہے غمناک
مرجھائی ہوئی کلی کھلے تاک

اب تو لگی ہے پلے ہے سر جائے
وہ تب نہین عشق جو اوتر جائے

مارا دل پر نظر نے بھالا
جادو آنکھون نے مجھپہ ڈالا

گیسو مین بلا کیطرح گھیرے
چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے

پتلی نہین پھیرتی وہ مہ نہین سے
رخ کہنے کو گل مگر نہین تاب
سیپی روتے ماتے غم سے تھا رخ
رنگت گئی تو بے نمک تھی پھیکی
ساتھی بیدم پڑے تھے سطرح
عقدہ ہوا حل جو منہ سے بولی
شہزادے کی گھر اوکی بتلا
بولی نالان نہ مثل نے ہو
کانٹا کبتک قدم کو روکے
تم دیکھو تو ہجر و وصل دکھلا مین
گردنکے ہوا ہوئی وہ اوڑکر
شہزادے تک آتی آتی آئی
یون آئی وہ جسطرح شب وصل
پوچھا پایا کہا کہ پایا
سوکھے دھانون پڑا جو پانی
شب بھر جو رہی ہوا سحر کی
اتنا تو نہ چل سکے قلم تیز
جز سایہ نہ دے سکا کوئی ساتھ
پہونچی وہ پری جو ساتھ لیکر

زلفین نہین بٹین ختم نہین سے
لب نام کو لعل ورنہ ہین سنگ
اوترا ہوا دائرہ تھا یا رخ
آنکھین بیمار تھین کبھی کی
کنکر تھے زمین پہ جس طرح
خاطر کی گرہ زبان سے کھولی
اختر گے جنون پہ سر کو دھنکر
ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
ہچکی تا چند دم کو روکے
لب دم مین جدا ہون دم مین مل جائین
لی [illegible] کی راہ مثل صرصر
رونی گئی مسکرائی آئی
یا بعد خزان بہار کی فصل
گھر گھاٹ اوسے ملنے کا بتایا
پائی نئے سر سے زندگانی
لی نور کے تڑکے راہ اودھر کی
جلاد کا خنجر اون سے کم تیز
گرتا پڑتا رہا یہی ساتھ
باہم ملے دونون ماہ و اختر

مشتری کا جستجو مین جانا۔ اختر دخت امیر اور سب بچھڑے ہوؤں کو پانا۔ شہزادے کے پاس آنا۔ سب کو باہم ملانا

ساقی بھی نہان ہے اور مے بھی
آخر کچھ میکدے مین ہے بھی

دیکھو دیکھو وہ آیا ساقی
لایا وہی چیز لایا ساقی

اختر کی اودھر پری تھی جویا
یوسف کی وہ مشتری تھی جویا

اڑتی پھرتی تھی یون وہ بے صبر
جس طرح ہوا پہ لکۂ ابر

مثل تار شعاع خورشید
ہر سمت نگاہ چشم امید

بازو جو تھکے زمین پہ اوتری
تب تھی گویا کہ چڑھ کر اوتری

رفتہ رفتہ پری پیادہ
پہونچی ساحل پہ مثل جادہ

نقش کف پا تھے رہبر اسکو
لائے اوسی شہر تک پری کو

اختر کا سنا جو ہر طرف نام
سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام

ہر رنگ اوسی عشقباز کا ہے
نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے

دل مین لیکر سنی سنائی
پوچھا پاچھا تے پہ آئی

دیکھا اختر غریب غمناک
ذرے کی مثال ہے سر خاک

بل اوجھے ہوے طبیعت آسا
میل وحین پرون مین جیسے لاسا

سلک ہو صد چاک پیرہن پر
ہین کسی مرغ کے بدن پر

سر شکل ثمر جھکا ہوا تھا
م مثل قدم رکا ہوا تھا

پر دخت امیر سے ملی وہ
کہ ہے پیکر گلی وہ

یون شہر مین پہونچے چلنے والے
تا گوش رسا ہون جیسے نالے

اختر گزرا جدھر رہگزر سے
گزری اک مہ لقا نظر سے

اوس ملک پہ حکمران وہی تھی
اوس خاک پہ آسمان وہی تھی

زہرہ مشہور دیس مین وہ
تھی حور انسان کے بھیس مین وہ

کاکل وہ بلا کہ بڑھ کے دل لے
وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے

تھی مانگ کہ راہ بجلی بن کی
سرحد یا چین اور ختن کی

ماتھے کی چمک سے ماند سورج
دونون رخسارے چاند سورج

تلوارین بھنوؤنکی کاٹ مین طاق
دیدے دونون بلا کے قزاق

ایسی دنیا مین ہو گی کم ناک
تھی عطر گلاب کی قلم ناک

تنگی سے کھلے دہن یہ مشکل
پھر بھی نکلے سخن بہ مشکل

نیچے اوپر جو دونون لب تھے
زیر و زبر کلام رب تھے

دانت اوسکے تھے صاف سرخ تھے لب
ہیرے کے تھے دانت لعل کے لب

گالون مین تھی جوش پر جوانی
جیسے ہانڈی مین گرم پانی

چہرہ اوس کا تھا آفتابی
ہلکا بادل لباس آبی

حیرت تھی کہ لوچ کسقدر ہے
یہ بال کمانی یا کمر ہے

دیکھا تو نظر پڑی غضب کی
برچھی سیدھی پڑی غضب کی

کاکل بولی کمند ڈالو
چتون بولی کہ دل اوڑالو

زہرہ کا بھی کچھ سے کچھ ہوا حال
ٹپکی اختر کی شکل پر رال

کیا اوسنے فقط نظر سے دیکھا
دل سے دیکھا جگر سے دیکھا

آنکھین جو کھلین نصیب جاگے
اقبال تھا سر پہ دولت آگے

کرنے لگی مشتری اشارا
ہے عید کا چاند منھ ہمارا

جنکو گھیرے تھی یاس کی شکل
یکجا ہوے پھر حواس کی شکل

وہ بیچ گئے دن وہ غم کی راتین
نکلین دونون مین پچھلی باتین

پلا جسکو پڑا تھا جس سے
اسنے کہا اوس سے اوسنے اس سے

لب وا جو ہوے تو عقدہ وا تھا
پٹ سے کے در کھلے تو پردہ گیا تھا

اختر کا ایک شہر مین گزر۔ زہرہ پر عشق کی نظر۔ زہرہ کی چاہ اختر پر لگاوٹ کی نگاہ۔ ساحر کا ہجر کے خیال سے ڈرنا زہرہ کو طلسم کے برج مین قید کرنا

خوش خوش بیٹھے ہین پینے والے
ساقی [illegible] مین ہاتھ ڈالے

دل ٹوٹ کے دخت رز سے انکا
دینے لگی [illegible] موج جھٹکا

وہ تا [illegible] رہا اسیر وہ اختر
وہ دخت امیر اور وہ لشکر

سب پاس سے گھاٹ اوتر کے روئے
ساحل سے کنارہ کر کے روئے

آنکھین یون آنسوون سے پر آب
ساون بھادون کے جیسے تالاب

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
گردش انکو بہ رنگ ایام

داغون سے بدن فلک کی صورت
کانٹون سے بدن پلک کی صورت

چکر مین ادھر تھا ایک ادھر ایک
تھا سوزن ساعت انمین ہر ایک

سب بادہوائی کرتے تھے گشت
اک شہر ملا جو طے ہوا دشت

پتون کا جو کوئی پیڑ پاے — تو پیٹ کی آگ وہ بجھاے
تن ضعف سے خار پیرہن میں — رخ گرد سے چاند ہے گہن میں
پہلو میں نہیں قرار دم بھر — دل ہے گویا گھڑی کا لنگر
بولی پھر اب کہا کہ چلئے — بولی کیونکر کہا سنبھلئے
یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا — اوڑ کر لے آئی تخت اپنا
بیٹھیں سر تخت دونوں اسطرح — دو آنکھیں ہوں ایک رخ میں جسطرح
شمعیں دو تھیں مگر لگن ایک — تھے پیڑ تو دو مگر چمن ایک
وہ تخت اوڑا وہاں سے اسطرح — چھلیے ہوے رخ کا رنگ جسطرح
چلنا تھا وہی تھا آنا — کیا دور تھا تیر سے نشانا
دیکھا تو پڑا ہوا تھا غمناک — نقش کف پا سا تھا سر خاک
حیرت زدہ پتلیوں سے دیدے — مژگانوں کے بدلے تنکے ہی تھے
پر گرد تھا بسکہ چہرے کا خط — گویا کہ خط غبار تھا خط
قد اور رگوں پہ سے کہنے والا — جیسے سوکھے شجر میں جالا
گیسو جو چکٹ کے مل گئے تھے — کچھ سانپ سمٹ کے مل گئے تھے
جب وہ آواز پر نہ بولا — جوڑا اسنے تب اپنا کھولا
رونے لگی بیٹھ کر یہ گلرو — آنچل کی ہوا تو بالوں کی بو
گل گال گلاب تھا پسینا — چھڑکا وہ تھیں گالوں کا پسینا
بیدم کو جو ہوش یوں نہ آیا — لب پر لب رکھ کے سر ہلایا
غفلت لب کے اثر نے کم کی — کچھ تب عناب تر نے کم کی

تھا تھوڑے دنون سے دل پھپھولا — اب تم نے کیا جلا کے کولا
جو بات ہے وہ لگھاؤ کی ہے — ہر چال تمھاری داؤ کی ہے
بے سمجھے یہ سمجھون کس طرح مین — دل اور زبان ایک ہی ہین
بولی اللہ ری بدگمانی — مین پا گئی داد جانفشانی
موقع تو یہ میل جول کا ہے — تم جنگ پہ تل پڑین یہ کیا ہے
بخت آج تمھارے آگے لایا — انسان کے پیرہن مین سایا
بولی کہ یہ باتین کون جانے — آپ آئین پہیلیان بجھانے
سایہ کیا سحر نہین تم — دامن نہین ابر تر نہین تم
بولی اجی دیکھو مین پری ہون — شہزادے کی لونڈی مشتری ہون
لے تمھین ڈھونڈھنے کو جانی — ساری دنیا کی خاک چھانی
در در گئی رہگزر کی صورت — گھر گھر پہونچی سحر کی صورت
بو ہوکے بسی مین ہر چمن مین — آئینہ بنی ہر انجمن مین
فردوس ہے کیا چمن تمھارا — کیا نام ہے یاسمن تمھارا
بولی ہان اب زبان لے لو — بولی اچھی گالیان تو دے لو
اک بات کہون جو مان لو تم — بندی کو کنیز جان لو تم
اچھا کی صدا دہن سے نکلی — تو غنچہ یاسمن سے نکلی
آخر پوچھا کہ کچھ خبر ہے — وہ ماہ اسے مشتری کدھر ہے
بولی کہ پڑا ہے دشت سے کام — مانند ہوا ہے گشت سے کام
وہ دشت ہوا جہان کی مسموم — یا بوم وہان ہین یا ہین قوم

بولی یہ کہ ہوش مین لیس آؤ
صورت ہی یہ ادر ہی نہین کی
اُتنا تو نہ ڈرتے ہو تکلے لڑکے
رونے کو پڑی ہین اور آئین
جُگ بازی ہے اکیلی نرد بہتر
بولی کہ اکیلی نرد کٹ جائے
بولی اتنا مجھے بتا دو
بولی مرے پاس صرف دم ہے
بولی مری جان دم نہ دو تم
سَویا تون کی ایک بات سُن لو
بولی کہ نہ دونگی یون زبان مین
کیون مانگتی ہو زبان کیون جی
آخر کیون مین زبان کھو کر
انجان کو کوئی جانے بوجھے
جب تک مین بات پا نہ جاؤن
بولی مین دلشکن نہین ہون
صندل ابھی درد سر کا ہوتگی
بولی نہ ستاؤ بکتی ہو کیون
صندل کو لگاؤن آگ جل جائے

ایسی تھی نہ یہہ کٹی اوراؤ
لینا نہ ذرا نہین نہین کی
تھامو دل کو بہت نہ دھڑکے
مجھ سے کرو بھلے ہنس کے باتین
جوڑی کہ گھر ہے فرد بہتر
ہو فرد گھر تو قدر گھٹ جائے
جوڑی جو ملاؤن مین تو کیا دو
اور اسکے سوا جو ہی تو غم ہے
اور غم کا تو نام اب نہ لو تم
چپکے سے زبان مجھ کو دے دو
کھیلی نہین چپی گولیان مین
کیا اسلئے زبان چاٹ لوگی
آگو نگی ہون بے زبان ہو کر
آنکھین کھلین اونچ نیچ سوجھے
دھڑکا ہے کہ منھ کی کھا نہ جاؤن
سمجھو نہ جیا تو اتنا بھی ہون
مرہم نہ زخم جگر کا ہوتگی
زخمون پہ نمک چھڑکتی ہو کیون
مرہم پڑے بھاڑ مین پگھل جائے

کانون نے سنا محل مین کچھ شور — چھپکر جھانکی وہ جس طرح چور
دیکھا کہ اکیلی رو رہی ہے — سوچی یہ کہ ہو نہو وہی ہے
زینے کیطرف بڑھی دبے پاؤن — سلنے کی روش چڑھی دبے پاؤن
ملنے کا جو مل گیا کچھ انداز — ظاہر ہوئی کھلکے صورت راز
ظلمت سے عیان ہوئی وہ اس طرح — سر کے بالون سے مانگ جس طرح
تسلیم جو کی جواب پایا — غمدیدہ اوٹھی ملی بٹھایا
پوچھا کہ لقب کہا پریشان — پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان
پوچھا مقصد کہا کہ پانا — پوچھا مطلب کہا ملانا
اپنی کے عوض کہی پرائی — اولٹی گنگا غرض بہائی
سن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہے — یہ پیچ چلی تو گھات کیا ہے
پچتائی کہ داغ دے نہ یہ پھول — ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو غول
یون ڈر گئی وہ قفس سے جسطرح — دل ہل گیا پھل ہوا سے جسطرح
نبضین جو بدن کی چل رہی تھین — سب دل کیطرح اوچھل رہی تھین
کہنے لگا ماتھے کا پسینا — چھالے رکھتا ہے آبگینا
ایسا کچا تھا چہرے کا رنگ — آنسو جو بہے تو ڈھل گیا رنگ
دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت — اچھی مٹی کی جیسی مورت
اوس نے پوچھا کہ نام کیا ہے — اوس نے پوچھا کہ کام کیا ہے
یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ — پیچھے سے آوٹھ کے کٹ گئی وہ
دن کی پوچھی تو شب کی کہدی — گھر کی پوچھی تو لب کی کہدی

بولی وہ کہ عیش و غم ہیں تین ساتھ
امید ہے دم کے ساتھ باقی
کیا غم ہے عیش کا زمانا
تدبیر سے کام چل ہی جائے
ہے منہ میں زبان بولنے کو
اچھی کوئی کڑی پڑے نہ ہارے
میں ہوں سرگرم جستجو پر
رات آ کے یہیں بسر کرونگی
اپنے اللہ کی قسم ہے
شب بھر رہی قریب پہلو
شمع کے مثل نسیم چلتی
موقع پہ بدلتی وہ نیا روپ
دیکھا کسی گھر کا در اگر بند
جالی سے غبار بنکے پہونچی
پھرتی رہی رات دن وہ دلسوز
آوارہ برنگ بو ہوائی
سب شہر بسا تھا اوسکی بو سے
باتوں باتوں جو بات پائی
پہنا رخت بشر پری نے

دو یاروں کا جیسے ہاتھ میں ہاتھ
مے پھر ملے زندہ ہے جو پانی
جس کا ممکن نہیں پھر آنا
مے کھینچنے پہ جام چل ہی جائے
ناخن ہیں گرہ کے کھولنے کو
نکلے پتھر سے لعل پیارے
سورج کی روش پھرونگی گھر گھر
دیکھونگی یہ رخ سحر کرونگی
دم ڈھونڈھ لوں جو دم میں ہے دم
جیسے گیسو کے پاس ہو بو
آگے خورشید سے نکلتی
سایہ بنتی کہیں کہیں دھوپ
سمجھی کہ یہیں ہے وہ نظر بند
یا دھوپ کی طرح چھن کے پہونچی
گھر گھر گئی صورت شب و روز
جس غنچے میں یاسمن کی آئی
پردہ ہوا فاش گفتگو سے
شب کے پردے میں گھات پائی
لی برج کی راہ مشتری نے

حیران حیران ہوے بغلگیر | جیسے آئینہ اور تصویر
بولا جنگل اسان کہان تو | کیون ریگ کیطرح ہی روان تو
کیون ہی گردش مین صورت چاک | چھانی نہین چھانتی ہی کیون خاک
پتھر پڑین تیرے اس جنون پر | لے اس جنگل مین خاک بیٹھو
یان لالۂ دشت قلب بیدین | یان چشم غزال چشم بدبین
یان باد صبا پیام آفت | یان سبزۂ راہ دام آفت
ٹوکا نہ اری تجھے کسی نے | روکا نہ سفر سے نازکی نے
ہے آگ یہان کی باد صرصر | کر شکر کہ جلنے سے بچے پر
جب سانس کے ساتھ شعلے آئے | اللہ ہی جان کو بچائے
بولی کہ ہی بحر عشق کو جوش | ہون صورت موج خانہ بردوش
بس چھیڑ نہ اے عزیز للہ | یوسف کی قسم ہی تیری ہی چاہ
قسمت سے ملا حبیب میرا | طالع میرے نصیب میرا
تو اپنی تو سرگذشت کچھ کہہ | نیرنگ قیام دشت کچھ کہہ
بولا وہ کہ جان کھو کے آیا | مین بحر سے ہاتھ دھو کے آیا
فردوس سے گل وہ لیکے چلنا | خسرو کو وہ داغ دیکے چلنا
ہونا طرف وطن وہ راہی | کشتی کی وہ بحر مین تباہی
وہ دخت امیر اور وہ اختر | داغ اونکی جدائیون کے دلپر
دونون کا کنارے چھوٹ جانا | دونون آنکھون کا پھوٹ جانا
یکسر کہی سرگذشت فرقت | دکھلائے وہ خار دشت فرقت

کھلے سو ٹھوکر من نہ جلتک　　دل سے پہونچے نہ حرف لب تک
ظلمت میں مثل سوادِ دیدہ　　شکلِ مردم بلا رسیدہ
وان جادۂ خاک خاک پربار　　وان خوشۂ تاک تاک پربار
وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر　　وان مثل کو شاخ ہی تھی شمشیر
وان نہر کا آب آبِ خنجر　　وان سبزے کی نوک نوکِ نشتر
وان خار نگاہِ چشم جانند　　وان پھول کا رنگ خون فاسد
میدان مین دھوپ اگر پڑی تھی　　تلوار کی آنچ سے کڑی تھی
اوس سے تبِ ہجر کو جلن ہو　　جلکر کوئلا شمع کا تن ہو
جلنے سے ہوا مین اک چمک تھی　　گویا شعلے کی وہ لپک تھی
بالو کمبخت اس قدر گرم　　ہو سنگ پگھل کے موم سے نرم
جو اوسمین پڑا یہ اوسنے جانا　　جلتے ہوے بھاڑ مین سے دانا
دن بھر تو پھرا کیا ہوائی　　شب مثلِ بلا جو سر پہ آئی
اندیشے سے مثلِ مرغ اوڑے ہوش　　بیٹھا سرِ نخل خانہ بردوش
کودا دمِ صبح پیڑ پر سے　　پھل جیسے ٹپک پڑے شجر سے
کھانے لگا مثلِ بخت چکر　　پھرنے لگا جسطرح پھرے گھر
چمکا تقدیر کا ستارا　　آئی نظر ایک ماہ پارہ
ایک ایک انگل پہ پانوں دھرتا　　پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا
صورت پہ جو کی نظر پڑی تھی　　اپنے یوسف کی مشتری تھی
چومے اوسنے قدم لپٹ کے　　صدقے ہوئی پھر گئی گزر کے

پولا نہ پلنگ وہ اوٹھی جب | چولین ڈھیلی کرونگی مین اب
جی چھوڑ کے جستجو کی ٹھانی | رستے رستے کی خاک چھانی
چو بائی ہوا سے شرط بدکر | کھائے چارون طرف کے چکر
بدلی تھی کہ روتی اور پھرتی | بجلی تھی کہ جلتی اور گرتی
جز خاک نہ ہاتھ مین کچھ آیا | جز داغِ فراق کچھ نہ پایا
تھا تلخ مزہ جو زندگی کا | دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بہتے بہتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلنا اور مشتری کا ملجانا مشتری کا یاسمن کی جستجو کو چلنا اور پاکر اوڑا لانا

کشتی مے کی جو چل کے ٹوٹی | ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی
لیکن ساقی کے سر پڑے رند | جھٹ ہی کے گھاٹ اوتر پڑے رند
وان یاسمن اور ہوائے بیداد | شہزادے پہ یان پڑی یہ اُفتاد
تختے پہ کسی طرف بہا یہ | گویا تختِ روان پہ تھا یہ
دریا مین بھی تھا شکوہِ شاہی | سکہ بیٹھا تھا تا بہ ماہی
تاج اوسکے لیئے حباب لایا | تھان آب روان کا آب لایا
موجین نہ تھین گرد اوسکے راہی | ہمراہ تھے فوج کے سپاہی
بہتا ہوا دور جا کے نکلا | جنگل مین کنارہ پا کے نکلا
چھوٹے بھی تھے پیڑ اور بڑے بھی | ٹھٹھے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی
سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوجھے | مشکل کہ سمجھ پہیلی بوجھے

کیا جانین کہ دل بھرا ہے کدھر سے
یہ نیک بنی خیال بد سے

موقع پایا تو لائے گی راگ
موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ

ظاہر سے یہان جدا تھا باطن
رنگ برگ حنا تھا باطن

ہون پھر یہ دعا کہ رات آئے
شب بھر یہ دعا کہ گھات پائے

رہ رہ گئی تول تول کر پر
سو بار سمٹے کھول کر پر

اک شب جیسے کہ چشم بے نور
یا تھی بخت سیاہ مہجور

چمکین لیکن چمک نہ سوجھے
تارے کیا چاند تک نہ سوجھے

لب ایسے نہ ہون مسی سے کالے
گیسوئے سیاہ سر جھکائے

دیکھا جز شمع سب ہین غافل
آہستہ اوٹھی بصورت دل

بجھتی ہوئی شمع کی نظر سے
مثل برکت اوڑھی وہ گھر سے

تھا تیز روی پہ جسم کو ناز
جس سے بچھڑی پرون کی آواز

کوسون پیچھے حواس چھوٹے
شدید ہوا کے پاؤن ٹوٹے

ہوتے ہی سفید شب کی کاکل
جنگل مین بسی وہ صورت گل

وان گھر مین سحر کو ہو گئی بھول
جو تھی گھر مین وہ زندہ درگور

مان بولی وہ سیمبر نہین ہلے
مٹھی ہوئی خالی زر نہین ہلے

وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیون
کچھ پھانس سی تھی نکل گئی کیون

سب گھر مین ہین وہ نہین یہ تقدیر
باڑی ہوئی بیٹھنے کی پھیر

شمعین کیسی پہرے پر کھڑی تھین
آنکھین اُنکی لگی پڑی تھین

یہ سب اپنی جلن مین جل جائین
اللہ کرے ابھی نکل جائین

لیکن اب وہ پری نہین ہے — اور ہو بھی تو مشتری نہین ہے
ایسا گیا غم نے زار و سکو — دُور اوڑکے گرے جو مُنھ سی پھونکو
زنجیر مین قفل سی پڑی ہے — زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہے
گل کھو کے نصیب مین ہے داغ اب — بجھنے کے قریب ہی چراغ اب
یہ سنکے اوٹھی وہ درد کی طرح — چلتی ہوئی آہِ سرد کی طرح
آئی تو یہ تھی شکستہ احوال — ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال
دیکھا تو ہے کونے مین وہ ناچار — جیسے مکڑی کے جالے کا تار
ملکر ہوئین اشکبار آنکھین — جو کا ہوئین ہو کے چار آنکھین
زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا — دل زلف کے پیچ سے نکالا

گھربار چھوڑ چھاڑ مشتری کا شب کو نکلنا صبح کو گھر والیون کا چکرانا

کس نے ابتک سنا ہی توبہ — کیسی توبہ الٰہی توبہ
فاقے افلاس کے ہین ساقی — پھر رند ہین جو دم ہے باقی
جب دور ہوئی بلائے زنجیر — چمکی پھر مشتری کی تقدیر
الفت کی ہوا کا آیا جھونکا — جھرمٹ ہوا ساتھ والیون کا
کٹ کٹ گئی تھین پلٹ کے آئین — ہٹ ہٹ گئی تھین سمٹ کے آئین
دیکھی جو پری کی چال پائی — سمجھین وہ کہ آدمیت آئی
وحشت نہین اب سنبھل گئی ہے — گرمی نہین رت بدل گئی ہے

گل تھے کبھی گال اب ہین کو لے
زردی سے ہوا ہے رخ تمھارا
گیسو بے تیل کے ہین تم و کھے
لب پہلے تھے لال اب نہین لال
بے حسن شباب خشک با دل
ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو
اٹھون کو رولائے گا یہ رونا
غم کوئی عدا نہین کہ کھاؤ
اپنے قید سے چھوٹنے کی گر چاہ
سچی وہ کہ پیچ سے نکلیے
غم دل مین نہان ہو لطف یہ ہے
کہنے لگی مجھ مین دم نہین اب
انکار کھد و تو سر مین خم آے
ہر گور وہ جسکی چاہ پھر ہو
وہ ایک تو کیا ہزار انسان
لگین لیج سب گئین بھول
ٹیون کیطرح اوڑین ہان سے
ب یہ خواہش ہے مشتری کی
ثت جو اوڑ گئی تھی آئی

غصے سے جو چھو لین تو ہان پھپھولے
اک انبہ خشک لو کا مارا
ٹکڑے کسی بیل کے ہین سوکھے
شاید پانون کا پڑ گیا کال
بے عیش حیات بے مزہ پھل
سیدھی ہو جاؤ آہ چھوڑو
ہاتھ ان سے دھولایئگا یہ رونا
کچھ چوٹ ہوا نہین کہ کھاؤ
ہو چاہ مین باؤلی نہ للہ
زنجیر کٹے وہ چال چلیے
جسطرح سے مے مین نشہ مے
طاقت سر کی قسم نہین اب
پتا سی اوڑ ون ہوا جو چھو جاے
تو یہ ایسا گناہ پھر ہو
ایڑی چوٹی پہ میری قربان
کلیان کھل کھل کے ہو گئین پھول
ہاتھ مین آگے اوسکی مان سے
چھائین نہ دیکھے آدمی کی
دولت جو کھو گئی تھی پائی

شک چہرے پہ زرد پھول کا تھا — قد پیڑ مگر ببول کا تھا
حاکم بیٹھا تو جل اوٹھی وہ — تاکا تو نظر بدل اوٹھی وہ
چاہا جو کرم تو قہر پایا — مانگی جو شکر تو زہر پایا
مردا وسکو ہوئی چلا وہ جو چال — ایسا ہوا زچ کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیون کا ترس کھانا۔ ماں کو سمجھانا۔ آخر مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جانا

دے ایسے ساقی شراب پرجوش — بیہوشی نشہ ہے مرا ہوش
سے مے ہے میکش کی زندگانی — جیسے مچھلی کی جان پانی
کچھ ذکر بھی تھا کبھی کسی کا — کیا نام تھا مشتری کسی کا
ہان وہ قیدی کی کھونے والی — ہان ہان وہی قید ہونیوالی
خاموشی مین دم وفا کا بھرتی — مجبوری مین غم جفا کا کرتی
سوچ آکے پڑا جو رات دن کا — ایسی ہوئی زار جیسے تنکا
ملنے کا جو اتفاق ہو جائے — سر کے بالون مین آپ کھو جائے
کہنے لگین ساتھ والیان سب — افسوس کہ دن سے تم ہوئین شب
تن خشک ہوا ہے رنگ کالا — پانی پہ پڑا ہو جیسے پالا
کاکل تھی بلا مگر نہین اب — شمشیر جفا نظر نہین اب
ہونٹھون مین وہ بات اب نہین ہے — تھوک آب حیات اب نہین ہے
ابرو لیتے تھے پہلے جانین — اب ہین اوتری ہوئی کمانین

حد سے بڑھکر تھا شوق کا جوش ساحل کھوئے ہوے تھا آغوش

آخر اسی طرح بہتے بہتے لہروں کے تپلے تھپڑے سہتے

مردہ سی لگی کسی کنارے چلے ہے جس گھاٹ بخت اوتارے

حاکم جو اوس دیار کا تھا لپکا اوسکو شکار کا تھا

اوس دن اوسی رہگذر سے گزرا یہ نور اوسکی نظر سے گزرا

دیکھا کہ بدن حجاب میں ہے مچھلی سار دائے آب میں ہے

جلوہ ظاہر تھا جسم مستور فانوس میں شمع بزم میں نور

غواص کی طرح ہاتھ ڈالا دریا سے برنگِ دُر نکالا

آہستہ سمیٹے بال اوسنے کھینچا پانی سے جال اوسنے

حسن نمکین سے یہ ہوا حال بس دیکھتے ہی ٹپک پڑی رال

کچھ سانس اوسکے بدن میں پائی تھوڑی سی ہوا چمن میں پائی

لایا دولت کی طرح گھر میں رکھا اوسے نور سا نظر میں

بھرائی جو چشم ہوش کھولی سہمی چلائی روکے بولی

گھر والوں نے خفیف ساتھ چھوڑا جگ لاکے کہاں فلک نے چھوڑا

پنجے میں پھنسی ہوں کسکے ما بخت دیکھوں ابھی رنگ لائے کیا بخت

شہزادے کی چوٹ رنج گھر کا بدرنگ تھا رنگ اس قمر کا

چھالے چھوٹے تھے چلتی کیا چال ملکر کفِ دست کرتی تھی لال

دل رنج سے بسکہ تھا فسردہ ساکت تھی بشکلِ نبض مردہ

تھی حالتِ ضعف اتنی طاری تھے موئے بدن - بدن پہ بھاری

ساحل کچھ لب نے تو ہی گنتا | کمبخت کنارہ کش نہ رہتا
کھلتا نہیں کچھ کدھر گئے وہ | کیا موج کے گھاٹ اتر گئے وہ
دریا سے انھیں نکالتا کون | طوفان مین پانون ڈالتا کون
ڈر سے لرزان تھی موج آب پر | حیرت سے تھا دم بخود حباب پر

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا حسام ملک کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجانا

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا | چھینٹا بھی نہیں بچی ترے لا
بھر دے بھر دے پیالہ بھر دے | دل سرد ہی خوب گرم کر دے
گرداب کے طوق کی گرفتار | وہ یاسمن غریب و ناچار
تھی سبزۂ راہ فوج طوفان | بہتی چلی مثل موج طوفان
زینت دامان آب کی تھی | پتلی چشم حباب کی تھی
نیلوفر تھے وہ پھول سے گال | تار آبی تھے تر جو تھے بال
ہونٹھون کی تری اگر نظر آئے | موج مے ناب خشک ہو جائے
آنچل سے خجالت اسقدر ہو | پھر دامن بادہ کش نہ تر ہو
پلکین دکھلا رہی تھین یکسر | سبزے پہ بہار شبنم تر
غفلت سے تھے دیدہ ہائے تر بند | فتنے گویا کہ تھے نظر بند
وارفتہ ادھر تھی موج ادھر موج | لپٹی جاتی تھی تن سے ہر موج
بے وجہ نہ تھا بھنور کو چکر | صدقے ہوتا تھا گرد پھر کر

بولی وہ کہ سمجھی مین کہانی
بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی

بولی وہ کہ کیا سفر ابھی ہے
بولا نہیں دیر تیری ہی ہے

چل نکلی وہ دے کے ہاتھ مین ہاتھ
سائے کی مثال ہو گئی ساتھ

رشتہ الفت کا سب سے توڑا
اعضا کو بہ شکل رنج چھوڑا

طے کرتے ہوئے منازل راہ
اک بحر پہ لوگ پہنچے ناگاہ

تھی حالت غیظ بسکہ طاری
دریا کے لبون سے کف تھا جاری

لہرا ور بھنور دکھا رہا تھا
شمشیر و سپر دکھا رہا تھا

آواز اوسکی سنئے تو ڈر جائے
پانی دریا کا رعد بھر جائے

ہلکی پتا سی ایک تھی ناؤ
جھولا جھولو جو اوسپہ چڑھ جاؤ

وہ یاسمن اور وہ ماہ پیکر
ناچار ہوئے سوار اوسپر

قسمت سے چلی ہوا مخالف
کیا زور کہ بخت تھا مخالف

چوگان تھی ہوا تو گیند کشتی
تھی گاہ ادھر اور گاہ ادھر تھی

آخر چلکر ہوا کی صورت
ٹوٹی دل ناخدا کی صورت

دولھا تھا کہین دلھن کہین ہاو لم
جان اور کہین بدن کہین او لم

ساحل پہ وہ بیقرار ساتھی
کہتے تھے الٰہی کیا ہوا کشتی

کچھ منہ سے بستور نہ بولے چالے
کیون مچھلیون نے نوالے ڈالے

سوتے بھی نہ چونک اوٹھے خدایا
کف سے بھی نہ جال ان پھنسایا

موجون کو نہ آئی چاہ کی لہر
کھینچے نہ یہین ہاتھ گیا تھر

کچھ کی نہ حباب نے بھلائی
کام آئی نہ خاک آشنائی

تڑپے آپنے اِس ستم سے | چھاتی پیٹی گھڑی نے غم سے
چھائی تھی اداسی صحن بھر پر | جھاڑو سی پھری تمام گھر پر
ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی دھج | چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سورج
ساتھی اتنے کہ اللہ اللہ | پائے نہ ہوا نکلنے کی راہ
انبوہ کے بیچ مین محافہ | آہو کے شکم مین جیسے نافہ
بولا وہ کہ بولون منھ جو پاؤن | پوچھو تو پہیلی اک بجھاؤن
بولی وہ کیا کہا کہ افسوس | بولی یہ کیون کہا کہ مایوس
بولی کہ ہے کون ایسا بیدل | بولا وہ کہ جو کسی کو دے دل
بولی مین پا گئی اشارا | بولا تمکو جو ہو گوارا
آنکھین جو چراؤن کیا کہیگی | معشوق ہون بے وفا کہیگی
ڈر تھا کہ نہ ہو تمھین تامل | کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل
جس وقت سے ملے نظر نظر سے | تیزی سے نہ چلین ادھر ادھر سے
اس چوٹ سے دم مرا نہ رک جائے | ٹھوکر سے قدم مرا نہ رک جائے
بولی کرو جو خوشی تمھاری | میری پیاری تمھاری پیاری
اب دل ہے برے خیال سے صاف | شیشہ میرا ہے بال سے صاف
خوش ہو کے چلا وہ مثل صرصر | جا کر دختِ امیر کے گھر
پردہ دہ یہ مدعا کا کھولا | نزدیک اوسکو بلا کے بولا
باہم جو ہون دو شجر تو کیا عیب | باہم جو ہون دو ثمر تو کیا عیب
دو آنکھون سے منہ کی آبرو ہے | دو ہونٹھون مین کون گفتگو ہے

سمجھے تھے شرطِ وفا مین دونون پلکے | جگ ملکے اوڑ لئے پنچھے جھپکے
مے پی کے خمار تھا ضروری | کی نشے نے میکشون سے دوری
پھیلا جو وقت صبح کا نور | پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر ماہ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا رستے مین طوفان کے گھاٹ اترنا

بدلی گلزار کی ہوا پھر | میرے ساقی شراب لا پھر
جاتی ہے بہار جام چل جائے | ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے
وہ نخل مراد آئے چمن کا | گلچین وہ بہار یاسمن کا
جیسے رہا آشنائے فردوس | اب خار ہوئی ہوائے فردوس
پردیس مین بو وطن کی آئی | طائر کو ہوا چمن کی آئی
بیچینی سے دل قرار بھولا | پہلو مین جھولتا تھا جھولا
روشن کیا یاسمن پہ یہ داغ | بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ
ہے لطفِ حیات اپنے گھر تک | شادابی برگ ہے شجر تک
انسان جو ہوے وطن تو کیا ہے | دندان جو ہوے دہن تو کیا ہے
گرد اوڑ کے گریگی پھر زمین پر | پھر گر کے اوڑ گئی شبنم تر
پتلی کو نظر کبھی نہ بھولے | دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے
مان باپ پہ کھولتا تھا مطلب | کہنے کو چلی وہ صورت لب
یون آئی ملال جیسے آرے | فرقت کا خیال جیسے آرے

باتین ہی فقط نہین ہین دیکھو — کچھ تاکتی ہے تیری نظر بھی
گھونگھر بالون کے ہم ہی دیکھین — او گیسوؤن والے آ ادھر بھی
سر ہی نہین کاکلون سے پرخم — لنگر سے لچکتی ہے کمر بھی
چمکے کچھ ایسے گال تیرے — چکر مین ہے شمس بھی قمر بھی

در پردہ ہی تاک جھانک ای شوق
گھونگھٹ کی ہی کچھ تمھین خبر بھی

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ — پچھلی دامن کا ہو گیا ساتھ
شب کٹ گئے بہت رہی جو تھوڑی — دو موتیون کی ملائی جوڑی
دونون مئے شوق سے تھے سرمست — ہاتھا پائی ہوئی سر دست
طالب مین کشش تھی انتہا کی — صحبت ہوئی کاہ و کہربا کی
نیلا ہوا ہونٹھ ایسا چوسا — عیسی کو بنایا اوسنے موسا
بوسون سے کبود کردیے گال — انگارون سے دود کردیے گال
کھلکر جو ہوے وہ گل ہم آغوش — گھنگھرو ہوے کچھ سمجھ کے خاموش
دیکھا جو حجاب کا قرینا — کی شمع نے بند چشم بینا
دشوار دلون کا تھامنا تھا — شمشیر و سپر کا سامنا تھا
بستر پہ تھے دونون ماہ پیکر — زیر و زبر ریاض بستر
دونون مین تھی بحث علم مستی — کی ہر الف نے پیش دستی
چھجلی سے تھی ماہی تپان سرد — مسکی سے نسیم بوستان گرد
بان گرم [illegible] تھا گشت [illegible] — وان تھے در بے بہا صدف مین

کچھ اتنا ہجوم پیش در تھا — پلکون کا گمان آنکھ پر تھا
رستا نہ ملے جدھر نظر جائے — تھالی پھینکو تو سر ہی سر جائے
آتشبازی وہ رنگ لائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی
دیتے تھے انار پھول اس طرح — کرتے ہین حسین باتین جس طرح
گولے کی صدا سے توپ حیران — بہرے ہون نہین جو رعد کے کان
بات ایک نہ بن پڑی ہنسی سے — چھپے معشوق پھلجھڑی سے
چرخی لیلی کی چشم بیباک — چکر یا بخت قیس غمناک
قلعے پہ گمان بے ستون تھا — شیرین کا دہن تھا ہر بتاسا
ہتھ پھول سے پھول باغ کے گرد — گلرویون کے گال رشک سے زرد
اونچے گئے اسقدر غبارے — کچھ بڑھ گئے آسمان کے تارے
رقصان ہوئین رنڈیان وہ آکر — پریون کو نچائین گت بنا کر
زہرہ کو یہ چوٹ یہ جلن ہو — سیٹی گاتی پھرے سے سرن ہو
بلبل گلگلے ہزار جی سے — منھ بند کرین وہ گٹکری سے
گل سے رنگین قمر سے پر نور — خو سے نازک خبر سے مشہور
سنتے ہی وہ گھنگھرؤن کی جھنکار — ہونے لگے بخت خفتہ بیدار
تھا شادی وصل کا محل یہ — گانے لگین ناچ کر غزل یہ

غزل

رہنے کو ہے دل بھی اور جگر بھی — یہ گھر بھی ہے آپ کا وہ گھر بھی
آنکھون کی سیاہی اور سپیدی — دیکھو تو ہے شام بھی سحر بھی

نرگس کی بہار چشم بد دور | اور ترے نظرون سے دیدہ حور
برگ گل تر پہ شبنم اس طرح | معشوق کے لب پہ دانت جسطرح
بیلون مین ہزارون پیچ و خم تھے | گھونگھر بالون مین وسنبے کم تھے
پھیلا ہوا تھا بنفشہ کا جال | گویا حبشن نے کھولے تھے بال
سب ہمسنین آئین یاسمن کی | کلیان تھین حسن کے چمن کی
کمسن بیباک شوخ خوشخو | بانکی ترچھی حسین گلرو
گال اونکے کھلین تو پھول شرمائین | بال اُنکے اوڑین تو سانپ لہرائین
آنکھین بھونرون کیطرح کالی | قد لوچ سے نارون کی ڈالی
گلزار مین لب جو گلفشان ہون | پھولون سے نہال باغبان ہون
گوشے مین بٹھایا یاسمن کو | پنہان کیا شمع انجمن کو
اتنے مین برات کا دن آیا | خوب اسکو سجا دُلھن بنایا
خلوت مین وہان خیال ہمدم | یان ہالۂ بزم و ماہِ عالم
گھنگھرو وہان شور کر رہے تھے | یان دوسلے زور کر رہے تھے
گیسو وہان ابر گوہر افشان | دامن یہان مہرسان زرافشان
کانون مین جڑاؤ وان کرن پھول | باتون مین یہان چمن چمن پھول
کاجل آنکھون مین وان بلا کا | یان شوق نظارہ انتہا کا
چوٹی کے بناؤ کا وہان ڈھنگ | مسّی کی بہار کا یہان رنگ
رخسارونپہ بجلیون کی وان ضو | شمعِ عارض کی دل کو یان لو
وان رنگِ حنا سے دست و پا لال | چہرہ یہان پھول سے سوا لال

دونون بچھڑے تھے گھرون مین | گلشن کی ہوا بھری تھی تن مین
آپہونچے وہ اپنے اپنے گھر سے | جیسے طائر ادھر اودھر سے
دیدون سے طلسم شوق کھولا | خوبان پلون مین عشق تولا
ٹھہرا وہ خیال نقش بر آب | رنجش ہوئی پچھلی رات کا خواب
جو نقش کہ پہلے دلنشین تھا | جز حرف غلط وہ کچھ نہین تھا
کھٹکا نہ رہا جو خار نکلا | دل صاف ہوے غبار نکلا
کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل | ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل

شادی کا حال۔ عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقی لا لا | بھر بادۂ عیش سے پیالا
آئے پیمانہ آئے مینا | ناچے پیمانہ گائے مینا
کچھ دن جو بسر ہوے اسی طور | جام مے عیش کا ہوا دور
ایوانون مین شاد مرد و زن تھے | میخانون مین جام خندہ زن تھے
پھولے نہ سماتے تھے گل باغ | تھی مست ترانۂ بلبل باغ
کلیان مے رنگ سے بھری تھین | یا عطر کی شیشیان بھری تھین
یون تھی ہر شاخ سر جھکائے | ہو جیسے دلھن نظر جھکائے
غنچون کا وہ جیسے مسکرانا | پتون کا وہ تالیان بجانا
عشاق کے آگے گل جو پھولین | مسکی ہوئی چولیان وہ کھولین
سنبل کھولے بلا کا وہ جال | لیلی کے اب وبال ہین بال

کیا حلقۂ زلف مین مین گھر کے — روتا اندھے کنوین مین گر کے

ڈالی ہو نگاہِ بد جو رُخ پر — ہو حشر آتش پرست ہوکر

چھوڑو گی نہ اب بھی بدظنی تم — تو دیکھوگی میری جان کنی تم

دل ہے کعبہ اسے نہ ڈھاؤ — اللہ کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ

ملنا چھوٹا تو کیا ملے گا — رشتہ ٹوٹا تو کیا ملے گا

جو حق نہ کہے خدا سے بھر پاے — جو دم تمھین دے وہ جان سے جائے

مٹ جاؤن جو نام ہو تمھارا — کام آؤن جو کام ہو تمھارا

دل اوسکو جو دون تو جان لے لو — اس بات کی ہان زبان سے لو

اِن ایک کہ عقل سے رسا تھی — اندیشے سے تیز رو سوا تھی

خط اوسکو دیا کہ لے کے جا تو — دیوانون کا سلسلہ ملا تو

بولا کہ جواب جلد لانا — پہلے میری اجل سے آنا

یون اوڑ چلی یاسمن کی جویا — پر اوسکے لگے ہوے تھے گویا

مانند بہار آکے پہونچی — غنچے مین ہوا بچا کے پہونچی

خط کھلنے مین تھا جو خوفِ غماز — پوشیدہ کیے تھی صورتِ راز

خلوت مین جب آئی شمعِ محفل — خط دیکھے کیا جواب حاصل

لائی تو یہ انتظار مین تھا — مے کا پیاسا خمار مین تھا

کھولا تو کھلا کہ غم کٹے گا — دریا جو بڑھا ہے پھر گھٹے گا

سختی کے عوض جو پائی نرمی — بدلی ٹھنڈک سے دل کی گرمی

پہونچا خورشید جب لبِ بام — منھ پر چھڑکائے کاکلِ شام

اے مردمِ دیدۂ ضرورت | اے مصقلِ شیشۂ کدورت
اے نشۂ کبرِ حسن سے مست | اے چینِ جبین سے تیغ در دست
آئینہ ہے میری تیرہ بختی | پتھر کا ہون جو اوٹھائی سختی
شب گذری لہو کے گھونٹ پیتے | آخر ہوئی بھور مرتے جیتے
قسمت مین تھا کھیل کا بگڑنا | مردون کی طرح بدا تھا لڑنا
یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے | ایسا جُگ جیتے جی نہ پھوٹے
دل جس کا ہر طرح ہے جیسا | یہ ہے گلِ آفتاب گویا
آئینے پر آئے گر کدورت | پیش آئے صفائی کی ضرورت
لگے جو گرہ تو کھول ڈالین | کھٹکے کہین پھانس تو نکالین
مشکل ہے علاجِ بد گمانی | ہوتا نہین صاف بند پانی
آنے کو جو کوئی آئے دُر کیا | جس گھر مین ہوا نہ آئے گھر کیا
آنکھون مین خیال آ ہی جائے | دل ہو تو ملال آ ہی جائے
جانا آنے کی ضد ہے جانی | آئی ہے تو جائے گی جوانی
آئی تو یہان سے رو کے بھاگی | خفت زدہ بات کھو کے بھاگی
وہ کیا اور اوسکی آرزو کیا | چھوٹے موتی کی آبرو کیا
پیتل کبھی ہے نہ زر کا طالب | پتھر نہ چنے ثمر کا طالب
کس نے اوسے چاہ کر کے دیکھا | دیکھا تو بلا سے ڈر کے دیکھا
چہرے سے ورم تھا گال کیا تھے | گالے دانے تھے خال کیا تھے
پتلی کو کہے سبک والا | ہے جمع یہ جونِ مردہ کالا

کیا نخلِ خزان ہرا ہو پھر
بیمار کو کیا شفا ہو پھر

کیا کس پھڑک کے پھر نہو سرد
کیا اوڑ کے نہ بیٹھے پھر کبھی گرد

اتنا دم لو کہ رات کٹ جائے
پو سے پہلے جگر نہ پھٹ جائے

اوڑ جائے خبر تو زک ہو تمکو
دیوار کے کان ہین یہ سن لو

کہتے سنتے جو شور ہو جائے
اندھیر وہ ہو کہ بھور ہو جائے

جی ہین جی کی رہے تو بہتر
یہ آگ دبی رہے تو بہتر

سر تیغ سے منھ سے بات کاٹے
کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے

جب جوش جنون بہت ستاتا
اپنی دھن مین غزل یہ گاتا

غزل

آئے تیرے منانے والے
دیکھو او آنکھین دکھانے والے

کیا جانین اونھین پڑھائین کیا کیا
او لٹی پٹی پڑھانے والے

جھگڑے کو بڑھا نہ مثلِ گیسو
او گیسوون کے بڑھانے والے

یہ جان سے مارتے ہین بے موت
جلاد ہین اس زمانے والے

اللہ رمی داغ سر کی سوزش
بیٹھے ہٹکر سرہانے والے

جلنے ہی کے واسطے ہین دلسوز
ٹھنڈے رہین جی جلانے والے

غم چھپ جاتا جو ہم سے اے شوق
ہوتے دو چار کھانے والے

جب چاک کیا سحر نے دامن
سورج ہوا مثلِ داغ روشن

صدمے کیطرح اوٹھا کے خامہ
رو رو کے رقم کیا یہ نامہ

گلشن سے رواں ہوئے وہ اسطرح | چشم عاشق سے اشک جسطرح

ماہِ عالم کا بیچین ہونا۔ اختر سے ماجرا کہنا۔ خط لکھکر یاسمن کو سمجھانا۔ آخر باغ میں ملکر صاف ہو جانا

بے لطف یہ زندگی ہے بے مے | ساقی للہ آج دے مے
بے نشۂ مے دماغ ہے خشک | روغن جو نہیں چراغ ہے خشک
وہ شب شبِ اولِ لحد تھی | وہ شب دشمن کا بخت بد تھی
شہزادے کو ہاتھ ملتے گذری | مانند چراغ جلتے گذری
تھا پیچ میں جیسے زلف کی لٹ | کروٹ پہ بدل رہا تھا کروٹ
یوں ہوش اوڑے تھے اس بلا سے | جسطرح ورق اوڑیں ہوا سے
خاموش رہا اوٹھائے گو رنج | راز اوسنے چھپایا صورتِ گنج
منصدی کا رنگ تھا غمِ دل | یا آتشِ سنگ تھا غمِ دل
ملتا نہ تھا دل کی آگ سے چین | ہوتا تھا دھوئیں کی طرح بیچین
اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ | بھاری ہی اسپر یہ رات ہے کچھ
پوچھا نہیں سوتے ہو کہاں درد | شب کٹتی ہی روتے دل ہی کیوں سرد
ہے کسکی خلش کہ جی میں کھٹکا | کیا باغ سے کھاکے آئے جھٹکا
کھلتا ہے کیا حالِ بیدلانہ | القصہ سنائی سب کہانی
بولا وہ کہ جی نہ ہار جاؤ | رنج ہو کے نہ رنج کو بڑھاؤ
سب دل کا غبار جائے آخر | گندلا پانی نتھر آئے آخر

ہے یہ تو وہی مثل مری جان — تو مان نہ مان مین ہون مہمان
پاپوش سے پاؤن پر چڑھ رہے — دل کو تو ٹٹولو وہ کدھر ہے
چلنے سے زبان بس رکے اب — چھل مجھ سے تمھارے چل چکے اب
تقدیر جہان لڑی وہین جاؤ — جو موچا تو وہی جبین جاؤ
منھ دیکھے کی چاہ مین نہ مانون — واللہ باللہ مین نہ مانون
منھدی سے تمھارے ملتے ہین طور — منھ پر کچھ اور دل مین کچھ اور
چل دونگی نہین تو ہٹ کے بیٹھو — جاؤ اون سے لپٹ کے بیٹھو
اب دست درازیان یہ چھوٹین — پہونچا پکڑے تو ہاتھ ٹوٹین
آنسو آنکھون مین کیون بھرے ہین — گرد اوڑ کے پڑی سمجھ گئی ہین
بیٹے دنیا مین کیا نہ دیکھا — تمسا کوئی چالیا نہ دیکھا
بگڑا جو چلین بتاؤ کیتک — چلتی کاغذ کی ناؤ کیتک
دل خاک ملا تھا دل لگی تھی — بس چار گھڑی کی چاندنی تھی
جاتا رہا داغ عشق کا جلد — مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد
تم آئے کہ دن پھرے ہین میرے — کسکا دیکھا تھا منھ سویرے
سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت — چھینٹون سے نہ جائے یہ کدورت
بننے کا کوئی بہانہ ڈھونڈھو — بگڑی کاکل تو شانہ ڈھونڈھو
ہو صاف جو اسکے دل سے شک جاے — کانٹا نکلے تو یہ کھٹک جاے
اصرار زیادہ کیجیے کیون — بارود کو آگ دیجیے کیون
یکجائی کا وقت دم کی دم تھا — وقفہ مثل شباب کم تھا

جی جل گیا اُس جلی کٹی پر
بولی تمھین کیا غرض ہماری
ترچھی سی نظر ملی کہو ہان
پھولے پھولے ہین گال کیون جی
اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی
چہرہ کیسا ہے آفتابی
بنتی ہونگی سنورتی ہونگی
یہ سچ ہے کہ جھوٹھ سچ بتانا
دل لائے تھے کیون اُنھین کو دینے
پیچھا چھوڑو کہین ٹلو جاؤ
جلنے لگے مجھ سے آگے کھائین
اُنکے سے ہنر کہین ہین مجھ مین
تم ہو دو رخے سمجھ گئی مین
مین پھنس چکی اب چلو نہ یہ چال
الفت کی ہوا پلٹ گئی جلد
دیکھو تو بدل گئین وہ آنکھین
مین دیکھتی ہون نظر ادھر ہے
بولا سب جھوٹھ بولی سب جھوٹھ
بس جھوٹھ کا ہے کہین ٹھکانا

کان اوس کے کھڑے ہوے یہ سنکر
چھوڑ آئے کہان تم اپنی پیاری
پتلی سی کمر ملی کہو ہان
لمبے لمبے ہین بال کیون جی
دبلی پتلی ہین یا ہین موٹی
رنگت ہے سفید یا گلابی
باتین ہنس ہنس کے کرتی ہونگی
ظالم جھوٹی قسم نہ کھانا
تم آئے تھے کیون اُنھین کو لینے
سستی چھوٹی مین اب چلو جاؤ
اون سے چپکنا ؤ جا کے باتین
کچھ لال لگے نہین ہین مجھ مین
پہلو مین دل ایک ہے کہ دو مین
ہم کر رکھو یہ جس کا جال
گرمی کی تھی رات کٹ گئی جلد
آنکھون کی قسم نہین وہ آنکھین
سمجھی ہان اونکا گھر ادھر ہے
ہم تم سیکھے ہین دونون اب جھوٹھ
تمنے کہا اور مینے مانا

آگے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ
دھمکانے لگی کہ او نطر پھر
بوسے جو زبان ابھی نکالون
گھونگھٹ نہ ہٹے حیا خبردار
آ میرے حجاب دے مرا ساتھ
اونچا ہو جو سر پٹک کے پھوڑون
یہ مشکل نہ ین پڑے تو کیا ہو
طاقت تو جی سنبھالے رہنا
لب شہد کے بدلے ہون سم اوسوقت
خواونسے بگڑ کے پھر نہ بنا
بولا وہ کہ تم تو ہو خفا سی
چپ سن بھی ہو منھ بنائے بھی ہو
پھولون کو نہ دیکھنا کبھی تم
چڑیان چہکا کرین تمھین کیا
معشوقون کے ناز اور وہ سب چونچلے
آنچل ہان یون ہی ڈالتے ہین
ہان سٹھتے ہین سمٹ کے یون ہی
ہان رکھتے ہین لیکے دل وہ بیدل
ہان ہوتے ہین اونکی خو مین چونگ

رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ
ہان ہان پتلی نہ دیکھ اودھر پھر
کاکل جو بڑھے تو مار ڈالون
آنچل نہ اوڑے ہوا خبردار
چہرے سے نہ ہٹنے پائین یہ ہاتھ
نیچا اسکو دکھا کے چھوڑون
اوسوقت کا رنگ دوسرا ہو
چھوٹون برچھی سنبھالے رہنا
تلوار کا دم بنے دم اوسوقت
وہ لاکھ منائین تو نہ منا
کچھ کہتی ہے چہرے کی اداسی
تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو
ایسا نہ ہو سیکھ لو ہنسی تم
تم قصد نہ بولنے کا کرنا
شاید ہون وہ تمھارے ہی طور
گھونگھٹ یون ہی نکالتے ہین
غمزے کرتے ہین ہٹ کے یون ہی
الجھے تو سلجھتے ہین بمشکل
دل مین ترس اور زبان پر جنگ

یہ بالیاں جا کے اپنا جی کھائیں — کس کام کے بیچ بھاڑ میں جائیں
ہاتھ آج جو کنگنوں سے چھوٹیں — پھر میں پہنوں تو ہاتھ ٹوٹیں
اکوں کو لگاؤں آگ جل جائیں — گھنگھرو سب آبلوں سے پھل جائیں
صدقے کروں پچلڑی کو کھا جاؤں — دانے دانے کو میں چبا جاؤں
بانکیں کیا ہیں کٹاریاں ہیں — بندے کہ سبک تھے اب گراں ہیں
میں بیچ میں اسکے اب ہوں کیوں — کڑیاں زنجیر کی سہوں کیوں
پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اس سے — کنکر پتھر ہیں لعل ہیرے
آخر ماتھے سے میرے چھوٹا — ٹیکے کا نصیب اب تو پھوٹا
اس نے مرا جی جلایا ہے آج — بجلی پہ الٰہی گر پڑے گاج
پازیب کی زیب کچھ نہ چاہوں — اب پاؤں پڑے تو میں نہ مانوں
یہ پھول بدن کو ہو گئے خار — چھلنی ہوں تو پھر نہ پہنوں گی ہار
چھالوں سے دل آج بھر گیا ہے — لٹکن جی سے اتر گیا ہے
سرمہ اب گر گیا نظر سے — بھاگوں دیکھوں جو میل بھر سے
ایسی وحشت سے خاک اڑائی — نیچے کی زمین اوپر آئی
کاکل کہتی تھی کیا بلا ہے — منہ تکتی تھی آرسی کہ کیا ہے
الجھن جو ہوئی برنگِ سنبل — گھبرا کے گئی چمن کو وہ گل
جی رشک کی آگ سے جلائے — مانندِ چراغ لو لگائے
ٹہلی بے چین ادھر ادھر وہ — کچھ دیر پھری بشکلِ سرو وہ
شہزادہ جو بے حواس آیا — آئینہ سا منہ کے پاس آیا

بولی کہ وہان ہے مہ جبین اور — خاتم ہے وہی مگر نگین اور

گھر مین بھرا اور جُدا تھے اس طرح — سینے مین دل و جگر ہین جس طرح

ہوش اُڑ گئے یاسمن کے سن سے — جسطرح ہوا ہو بو چمن سے

ہونٹھ ایسے چبائے اوسنے بیہم — یاقوت سے نکلئے وہ نیلم

رنگت ہوئی تاؤ کھاکے کالی — ظلمت سے گئی شفق کی لالی

بیچین ہوئی جو چوٹ کھاکر — بجلی سی گر ہی وہ تلملاکر

زلفون سے ہوا جنون اوسکو — منھدی نے رولایا خون اوسکو

دیتا تھا جو داغ چاند تارا — سر کاتی تھی تا کرے کنارا

چھاتی پہ جو تھی شب کی تختی — پتھر سے گران تھی اوسکی سختی

موتی جو تھے زلف مشکسا مین — بیچارے یتیم سے تھے بلا مین

جگنی چمکی تو جل گئی بجھا جی — بولی کہ جلا نہ بس مرا جی

مین کسکو دکھاؤن گی سنگار اب — جھومر نہ ہو میرے سر کا بار اب

اک بوجھ ہے یہ بلاق کیا ہے — دم ناک مین اِس سے آگیا ہے

گردن مری چھوڑ چمپکلی تو — کیون ہو کے بلا گلے پڑی تو

منھ اسکا نہ دیکھون چاہے جی جائے — میرے ٹھینگے مین آرسی جائے

ہاتھون کو ہین چبھ رہی دستیان خار — پتے کانون کو ہو گئے بار

کہدے کوئی منھ کرے نہ کھولین — بس چپ رہین اب چھڑے نہ بولین

زنجیر ہے سلسلہ جنون کا — بجلی نے بدن تمام پھونکا

کیون ہے مرے ساتھ اوعلی بند — ہٹ چھوڑ دے ہاتھ اوعلی بند

کانٹا ہوا گو کھرو نظر مین | چھٹکائے ستارے سارے گھر مین
آئی جو بلائے شام فرقت | لائی شب تیرہ رنگ قسمت
توڑی اوسنے حیا کی زنجیر | سوچی کہ چلون مین تن بہ تقدیر
افسون آنکھون کا دیکھنا ہے | کاکل کو مین سنتی ہون رسا ہے
کرتی تھی جو زور ناتوانی | آنسو سکھلاتے تھے روانی
پہونچی اپنے حبیب کے پاس | بیمار گئی طبیب کے پاس
سوکھے ہوے ہونٹھ رنگ رخ زرد | بیٹھی سر فرش صورت گرد
ماتھا پکڑے تھی سر جھکائے | ڈر کے مارے نظر جھکائے
آفت اسکو عذاب اوسکو | غیرت اسکو حجاب اوسکو
پوچھا تجھے کون اوبھار لایا | بولی دل بے قرار لایا
چونکی تو بدل گئی کہ چوکی | توبہ کیا مینے گفتگو کی
دل آپکے پاس مجھ سے کیا کام | بیدل کیا رکھے دل پہ الزام
بولا وہ کہ چھوڑ یہ بری دھن | ستم ہو نہ یہ چھیڑ چھاڑ اری سن
کیون تو در فتنہ کرتی ہے باز | سن لے نہ صدا کوئی درانداز
مین سازکردن محال ہے یہ | سمجھا تیرا خیال ہے یہ
ایسا ہی جو راگ لائیگی تو | یہ دیس اک دن چھوڑائیگی تو
گر مین تری بندگی بجاؤن | ٹپے گا تا پلٹ کے جاؤن
جل کر بولی کہ اُف ری گرمی | کاش ان دل سخت مین ہو نرمی
کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے | چھوٹین نہ ملین گے ہم کسی سے

کھانے کو کہین تو منھ نہ کھولے — ہمدم لاکھ کہین وہ کچھ نہ بولے
کوٹھے پہ کھڑی سے ہے تو کھڑی ہے — کوسنے مین پڑی ہے تو پڑی ہے
چھوٹی چھلی کھلے بلائے — بال اڑتے ہین تو اڑین ہوا سے
تارے گن گن کے رات کاٹی — کوئی بولا تو بات کاٹی
دل اوسکا بھر آیا پڑھ کے نامہ — جاری ہوئے اشک مثل خامہ
بولا وہ کہ چُپ یہ کیا ستم ہے — کھلکر لیون سانس کب یہ دم ہے
جانے آنے سے جان محبوب — مین آپ مین آؤن یہ بھی ہے دور
پہلو مین جگر کہ مین ہون گھر مین — پتلی مین نظر کہ مین ہون گھر مین
نکلون کہین یہ ہوس کہان ہے — پھیلون یہ دسترس کہان ہے
یہ ساز نہ لائے راگ کوئی — بھڑکا دے نہ جل کے آگ کوئی
گل پھولے نیا تو بار ہو جاؤن — آنکھون مین کھٹک کے خار ہو جاؤن
سب گرد ہو جتنی خاک چھانی — مٹی مین ملے یہ جانفشانی
مایوس خواص واپس آئی — قسمت کا لکھا جواب لائی
رو رو کے کہا وہ حال سارا — برچھی ماری کہ تیر مارا
سینے کو بنا تھا داغ غم کا — تارا بخت جنون کا چمکا
ٹکڑے کیئے گل سے پیرہن کے — کانٹے ہوے رونگٹے بدن کے
بگڑی تو بنت سے ہٹ گیا جی — چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی
چھوڑی سحر کی پاسداری — نوچی کرتی کی بیل ساری
پھینکا چٹکی کو گل کے اوسنے — تکیے کو جلایا جل کے اوسنے

چلنے نہین پاتی ناتوان ہون — نبض بیمار نیم جان ہون
جلتا ہے یہ خاک لائے تاب آج — دل سیخِ نفس پہ ہے کباب آج
رکھے کوئی جو آگ پر بال — دیکھے مرے پیچ و تاب کا حال
دل یون ہے بے چین جیسے پارا — دم یون چلتا ہے جیسے آرا
حالت نہین کچھ مرے بدن مین — مین ہون کہ نہین ہون پیرہن مین
طعنون کی زبانین چل رہی ہین — یا مجھپہ سنانین چل رہی ہین
پاس آئی جو کوئی بھولی چوکی — شاکی ہوئی مجھ سے میری خو کی
یہ قہر سے منھ کو کھولتی ہے — وہ زہر کے بول بولتی ہے
کیا وقت ہی کیا گھڑی ہی کیا دن — دشمن بھی نہ دیکھے یہ برا دن
جب دیکھیے انکو ہین یہ پُر سم — آنکھون سے ہی ناک مین مرا دم
ہاتھون کا جنون جائے کیونکر — نازل ہے عذاب ان سے سر پر
دانت اور بھی کھائے ڈالتے ہین — ہونٹھون کو چبائے ڈالتے ہین
آرام ملے جو دل ملا جاؤ — آجائے قرار تم جو آجاؤ
لکھ پڑھ کے خواص سے کہا جا — خط دیکے جواب لے کے آجا
وہ چلکے ہوا کی طرح پہونچی — فکر شعرا کی طرح پہونچی
نامہ دیکر کہا وہ بیمار — ہے ریشۂ خامہ سے سوا زار
قربان گئی مین کہتے والی — تو کہدے شکن شکستہ حالی
نقطون سے دکھا رہی ہون مین یہ — داغ اوسکے دل و جگر کے ہین یہ
رنگت کہین نام کو نہین ہے — سادہ کاغذ ہے یا جبین ہے

بیدل سمجھے جا تو جاؤ — دل زلف سے مانگ لاؤ جاؤ

رخ پھیرون خیال سے یہ مشکل — رنج ہون کسی چال سے یہ مشکل

تقدیر مین رنج جھیلنا ہے — جو کھیل بدا ہے کھیلنا ہے

بتائین وہ دیکھکر برا رنگ — جتلین غنچے سے ہوکے دلتنگ

ست دو اپنے باٹین کٹ کے بیٹھین — سنگت چھوڑی سمٹ کے بیٹھین

چرچا گھر مین ہوا جو دن رات — مان باپ کے کانون مین پڑی بات

سوچے کہ یہ بات پھیلے ہر سو — ہے عشق کا جوش مشک کی بو

سمجھایا کہ کیا یہ کرتی ہے تو — جینا ہے برا کہ مرتی ہے تو

گر چاہ نہ حوصلے سے بڑھکر — مفلس کا سر اور تاج گوہر

وہ دن تو نہ لا کہ شامت آجائے — سارے گھر پر قیامت آجائے

کھولے رہے گو زبان دونون — بہرے سے کیے اس نے کان دونون

سوسن کے نہ ایک دن کی مانی — خود رائے تھی خودسری کی ٹھانی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا کے خامہ — کاغذ لے کر لکھا یہ نامہ

اے رہزن و برق خرمن ہوش — وے زلف سیہ سے دام بردوش

اے گردش چشم سے فسون ساز — وے تیر نظر سے ناوک انداز

کس منھ سے کہون ضرورت اپنی — دیکھو تم آپ صورت اپنی

سنتی ہون کہ دل پھنسائے ہو تم — زلفون کی کشش سے آئے ہو تم

ہمدرد ہو درد مان اوسکے — ہے درد کہان یہ جان اوسکے

مین کیا کہون سرگذشت غم کی — مہمان ہے جان ایک دم کی

تو بھول نہ ہمکو پاکے ساتھی
تپتے ہین فقط ہوا کے ساتھی

اونکو پہلو بدلتے کیا دیر
چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر

سنتی بھی ہے یا نہین ادھر دیکھ
اپنی صورت کو اک نظر دیکھ

رنگت مین ہی فرق رات دن کا
قد پیڑ سے ہو گیا ہے تنکا

یہ نیل اور یہ بدن کی زردی
مینا سونے پہ لاجوردی

ہی حسن کے دیس مین یہ معیوب
پاپوش سے ہو جہان مین خوب

منھ تیرے یہ آرسی لگی ہے
سچ بولیگی صاف اسکا جی ہے

اچھا سر دست اسی سے تو پوچھ
یہ کچھ نہین اپنے جی سے تو پوچھ

وہ حسن کا روپ اب نہین ہی
کھول آنکھ کہ دھوپ اب نہین ہی

بیماری چشم ہے بہانا
منظور نہین نظر اوٹھانا

پھر کہہ تو رہ سخن نہین ہے
ہان کہا تو قسم دہن نہین ہے

اوٹھنے نہین پاتی بار غم سے
یہ بے کمری کا عذر ہم سے

منھ کھول نہ تنگ جی سے تو ہو
ہنس بول تو کیون یہ گفتگو ہو

کام آئے نہ غم ہنر نہین ہے
پھل دے نہ جنون شجر نہین ہی

بولی وہ کہ بس بڑھو نہ دیکھو
کیون بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو

جلتی ہو مین تب جلنے دو جاؤ
ٹھنڈی رہو تم چلو ہوا کھاؤ

جی لے کہ یہ چاہ آبرو لے
جنوت کیا خواب ہے کہ بھولے

آگے آنکھون کے شامت آئی
قد کے چلتے قیامت آئی

اب کیا کہون دام زلف کیا ہی
اس سر کی قسم بڑی بلا ہے

کیون راہ نہ مانگ نے بتائی — کیون نہ لٹ بڑھ کے کھینچ لائی

کیا پیچ تھا جو رہے کنارے — گیسو نہ بڑھے خدا سنوارے

پہونچی جو نہ پہونچی بس نہین تھا — مانا اسے دسترس نہین تھا

آنچل تیری ہوا نہ پہونچی — چھاگل تیری صدا نہ پہونچی

چالون کی ادائین دلمین بھر لین — بالون کی بلائین اپنے سر لین

رخ پر زردی لبون پہ نالے — دیدے سے پھٹے کہ جھومن کے سیاپے

تنہائی مین داغ لے کے بیٹھی — کونے مین چراغ لے کے بیٹھی

سمجھانے لگین خواصین اوسکو — برباد نہ اس ہوا مین تو ہو

بلبل ہے یہ شاہ کے چمن کا — جوڑا ہی گل ہے یاسمن کا

ایسی تو نہین تھی باؤلی تو — کیون شرم کو دھو کے پی گئی تو

پھر لاگ نہ کوئی رنگ لائے — اس کھیل سے چوٹ تو نہ کھائے

روئے گی یہ چال اگر چلے گی — بچی ہارے کے ہاتھ تو ملے گی

کیا عقل سی چیز تو نے کھوئی — کیا چاہ مین آبرو ڈبوئی

یہ چیز ہے دور دسترس سے — ہاتھ اوسپہ بڑھا نہ تو ہوس سے

تو پست ہے اور شجر ہے اونچا — ہاتھ آئے گا کیا ثمر ہے اونچا

کچھ کھیل نہین ہے عشق کی لاگ — پانی نہ سمجھ یہ آگ ہے آگ

چھاتی اپنے پرائے کیا کہین گے — تھو کہین گے برا بھلا کہین گے

آئے کے کہینگی کیا ہنر ہے — وہ چاہے کہینگی یہ چلن ہے

دن ساتھ نہ وقت بد پر احباب — درد آنکھ مین ہو تو آئے کیا خواب

چل پھر کے نفس کی طرح کچھ دم
کوچ اوسنے کیا برنگ شبنم

رستے مین تھا اک امیر کا گھر
کوٹھے پہ کھڑی تھی اوسکی دختر

چہرے پہ بہار رنگ کے دن
اُبھرے ہوے گال اُمنگ کے دن

چھٹکے ہوے تھی بال ظالم
پھیلائے ہوے تھی جال ظالم

چتون تھی چڑھی ہوئی ادا سے
کاکل تھی بڑھی ہوئی بلا سے

البیلے جو ملائین عمر کے دن
بالون سے بڑھین کہان یہ ممکن

گھونگھر جن مین نگاہ چکرائے
پھر نکلے نہ دل جو اون مین پڑ جائے

آنچل اوڑ کر اگر ہوا دے
کلیان پاجامے کی کھلا دے

آنکھون سے جو وہ کرے نظارہ
پُتلی کو جلائے ہر اشارہ

جس دم شکنین جبین پہ آئین
تابین تلوار کی دکھائین

ہو چاہِ ذقن کی اسقدر چاہ
یوسف کہین مین کرونگا واللہ

بل کھائے کمر پہ ہاتھ رکھے
جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے

اُفتاد کی بات پڑ گئی آنکھ
تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ

برچھی پڑی دلپہ وان ادا کی
بجلی گری سر پہ یان بلا کی

وان شیشۂ صبر گر کے ٹوٹا
یان دامنِ ہوش اوڑ کے چھوٹا

بے دل اوسے کر کے اسنے لی راہ
یون کہنے لگی وہ کھینچکر آہ

کیا نخلِ ہوس نے پھل دیا حیف
مین یون ہی رہی وہ چل دیا حیف

کیون وار گیا نظر کا خالی
کاکل نے کمند کیون نہ ڈالی

کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا
رستا غمزے نے کیون نہ روکا

دیوانوں پہ کیا کڑی پڑی تھی | پہنچی اس عیش کی گھڑی تھی
نکلے گلشن سے صورتِ بو | دو سمت بڑھے برنگِ گیسو
آئے تو تھے دونوں صبر کی طرح | روتے گئے لیکن ابر کی طرح
جرأت سے ملنے کی شب کو کب تھی | سرخاب کی رات اونکی شب تھی

ماہِ عالم کا رستے رستے جاتا۔ ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا یاسمین کا خبر پانا۔ باغ میں سے ملکے ماہِ عالم کو چلی گئی سنانا

رندوں کو کہاں قرار بے مے | ہاتھوں پہ ہے جانِ زار بے مے
ساقی لانا مئے جنوں خیز | ہے جوشِ بہار وحشت انگیز
اک صبح تھی چاکِ جیبِ شامت | یا جلوۂ عارضِ قیامت
وہ مہرِ فلک کہ چشمِ حاسد | وہ رنگِ شفق کہ خونِ فاسد
دنیا کی ہوا تھی یا دمِ سرد | بلبل کی صدا کہ نالۂ درد
شہزادے کو آئی سیر کی لہر | آیا گلشن میں صورتِ نہر
کانٹوں میں جا اوڑکے دامن اٹکا | دل اوسکا شگونِ بد سے کھٹکا
سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے | بیرنگ ہوا کچھ آج کی ہے
پھولوں پہ نظر پڑی تو رویا | انگارے دہک رہے تھے گویا
نرگس کی نظر تھی اوس سے ٹیڑھی | ہر شاخِ شجر تھی اوس سے ٹیڑھی
شمشاد کو کچھ کشیدہ پایا | اور حوض کو آبدیدہ پایا
طائر لگے بولنے کڑے بول | تھی سب کی زبان پر بڑے بول

اُف اپنی زبان پہ لائے کیون تم — تھا درد کہین تو آئے کیون تم
کچھ خیر ہے گفتگو یہ کیسی — بندی نہین بے تکلف ایسی
توبہ ایسا گناہ توبہ — تم کتنے ہو بد نگاہ توبہ
ایسے کچھ پاک دل نہین تم — آنچل مرا چھو نہ لو کہین تم
کیونکر ہان پھر تو ہاتھ جوڑو — قدمون کی نہین بدی ہی چھوڑو
منھ دھو آؤ۔ وہ نہر ہے جاؤ — گھر بھول گئے۔ وہ شہر ہی جاؤ
اشکون سے ہین خوش کہ یہ وانی — دے گی میرے چمن کو پانی
آپے کو تجے ہوئے ہو کیون تم — کچھ پی تو نہین کہ ہوش ہین گم
آمادہ ہو شر پہ۔ خیر ہے کچھ — میری عزت سے بیر ہے کچھ
مریم کی قسم ہون پاکدامن — چھونے نہین پاتی خاک دامن
مجھ پر ابھی حق نہین تمھارا — کیا غیر پہ غیر کا اجارا
کھٹکا تھا کہ بھید کھل نہ جائے — ایسا نہ ہو پھول کھلکھلائے
نرگس دیکھے تو کیا عجب ہے — سوسن نہ کہے یہ کیا غضب ہے
بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو — شمشاد نہ تاک مین کھڑا ہو
کانٹا نہ کہین خلش نکالے — سنبل نہ کہین بلا مین ڈالے
پتے نہ کہین پتا بتا دین — چڑیان نہ کہین خبر اڑا دین
بدلے نہ یہ موج ادھر کی کروٹ — چونکے نہ حباب پا کے آہٹ
غنچے نہ چٹک کے گل کھلائین — توپا کے نہ لے اڑین ہوائین
لب نہر کے کچھ سیئے نہین ہین — چشمے کمبخت دوربین ہین

چشم دلبر ہر آشنا تھا
گردون تھا کہ دار بست انگور
چتون کی ادا نظر سے گذری
یان پردۂ چشم ہو گئی شرم
یان جھک کے نظر زمین پہ پہونچی
یان شرم سے پھول شبنم آلود
یان موئے مژہ نظر پہ چلمن
دل پہلے ہی دل سے مل چکا تھا
ملتے ہی کھلین ہوس کی راہین
حسرت مانے نکل کے آخر
شہزادہ تھا ولولون سے پر جوش
منھ سے جادو نکالتا تھا
قسمون سے بناوٹون کی باتین
ہاتھ اسکے بڑھے تو ہٹ گئی یہ
ٹھٹکی جھجکی زبان کھولی
دیکھے کوئی اسکے شوق کا حال
دن اور اندھیرا اس بلا کا
مین ایسی نظر جو جان پائی
کھسکی نکلے نہ اب جہان سے

پتلی نے کہے مرقع کو زمانہ
دانون مین نجوم کی طرح نور
برچھی کی انی جگر سے گذری
پہلو وہان شوق نے کیا گرم
وان چشم ہوس جبین پہ پہونچی
وان کوشش عاشقانہ مقصود
وان دست ہوس کو شوق دامن
کام آنکھون کے ملنے پر رکا تھا
الجھائی ہوئی پڑین نگاہین
ظرف دل بھر کے چھلکے آخر
جلسے مے کی ہوس مین بیہوش
ڈورے باتون سے ڈالتا تھا
نظرون سے لگاوٹون کی گھاتین
آنچل کی طرح سمٹ گئی یہ
بل ڈال کے تیوریون پہ اپنی
ٹپکے پڑتے ہین جسطرح رال
تم ڈالنے آئے گھر پہ ڈاکا
گھر کے اسپند لے کے آئی
چڑیان مری اڑ چلین چمن سے

کنگھی چوٹی کے بعد بہتا ۔۔۔ بھاری جوڑا جڑاؤ گہنا
چوٹی پہ شجر کی دام رکھا ۔۔۔ چھپکا کہنے کو نام رکھا
دکھلاتا تھا سیس پھول سر پر ۔۔۔ جگنو شب تار مین شجر پر
ٹیکا زینت کا زیب سر تھا ۔۔۔ افشان کا ستارہ اوج پر تھا
گھنگھرو چھن چھن بجائے اُسنے ۔۔۔ سوتے فتنے جگائے اوسنے
تھا گرمیِ حسن کا عجب رنگ ۔۔۔ سائے سے بدن کے موم ہو سنگ
کشتہ ہو سب آئنے کا پارا ۔۔۔ فی البا رہو جو کرے نظارا
وہ تار نظر کا رخ پہ ہو حال ۔۔۔ ہو نبض مریض تپ کا جو حال
لین گال چراغ سے چراغی ۔۔۔ سورج کو کرین جلاکے داغی
دیکھا وقت زوال غم ہے ۔۔۔ دن صورت عمر پیر کم ہے
گھر سے گلشن مین آئین اس طرح ۔۔۔ آئے یاد بہار جس طرح
شہزادہ بھی مست شوق آیا ۔۔۔ دیکھا جو وہ باغ کھلکھلایا
پتے گالون کو زرد کردین ۔۔۔ خورشید کو گرد برد کردین
بیلین جو دکھائین چال اپنے ۔۔۔ معشوق چھپائین بال اپنے
ہون پھول ہزار چاک دامن ۔۔۔ یوسف کی مثال پاک دامن
موسیٰ کا عصا شجر سے جھک جائے ۔۔۔ عیسیٰ کا نفس ہوا سے رک جائے
خاک چمن ایسی پر تکلف ۔۔۔ جس خاک سے تھا خمیر یوسف
کوثر سے ہے قول حوض تو کیا ۔۔۔ تیرے پانی کی آبرو گیا
انسان سے جو تہ درخت ہو جائے ۔۔۔ سرسبز نہال بخت ہو جائے

اے عقدہ کشائے خواہش دل — وے راہبر شوق تا بہ منزل

اچھی روش نکالی — خط کیا بھیجا کمند ڈالی

کیون جی مجھے چاہ کچھ نہین ہے — کہدو واللہ کچھ ہمین نہین ہے

ہان بات کی پیچ پر آ ہی جانا — جھوٹی قسم آج کھا ہی جانا

دل اپنا مین کس طرح دکھاؤن — یار انکھین بھیج دون جو پاؤن

کیا ملنے کے شوق کا جتانا — گیسو سے بڑا ہے یہ فسانا

گلزار کی راہ جو بتائی — کی صورت خضر رہنمائی

اس مہر کا شکر ہو کہانتک — ہو شام تو پہونچون مین وہانتک

رخصت کی تھی منتظر زن پیر — خط پا کے کمان سے بنی تیر

مانند نسیم سن سے آئی — نامہ گلشن کے پاس لائی

اس شمع نے ہٹ کے انجمن سے — خط پڑھ کے چھپایا یاسمن سے

وہ جل گئی دوڑی تاؤ کھا کر — یہ ہنس پڑی بھاگی منھ چڑھا کر

بگڑی تو بنایا دل لگی سے — روٹھی تو منا لیا ہنسی سے

سب پردہ درون ہے آشکار کرکے — نامہ دیا چھیڑ چھاڑ کرکے

جو آنکھین خیال یار مین تھین — اب شام کے انتظار مین تھین

صورت کا بناؤ جی پہ رکھا — منھ پیار سے آرسی پہ رکھا

پانون سے ہوئے لب اسقدر لال — ہو زرد انکھین دیکھ لے اگر لال

شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا — گویا چوٹی کا آشنا تھا

دکھلا کے وہ شکل پیاری پیاری — آئینے کی آبرو اتاری

آیا پوشیدہ یون زبان تک — جیسے دل سے سخن زبان تک
غیرون کو نہ آشنا بناتا — بالا بالا ہوا ہبتا تا
لکھ پڑھ کے کیا حوالے نامہ — جلدی زن پیر مثل خامہ
مطلوب کے پاس دم مین آئی — مکتوب دیا طلب سنائی
وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا — نسخہ دردِ فراق کا تھا
چعمارخِ دلربا کی صورت — کھولا بندِ قبا کی صورت
نقطے جو تھے صفحے پر نمایان — پیشانی حور پر تھی افشان
جو لفظ تھا صرفِ مدعا تھا — جو حرف تھا حرفِ مدعا تھا
حرفون کی کشش مین زورِ تسخیر — جذبِ الفت کی اوس مین تاثیر
نقاش سے یون کھنچے نہ تمثال — صیاد سے یون نہ کھنچ سکے جال
یوسف نکلے تھے جس کشش سے — کھینچی تھی رسن اسی روش سے
بندش جو وہ دیکھ پائین معشوق — چوٹی کو نہ سر چڑھائین معشوق
پیراہنِ چست اوس سے شرمائے — عقدہ بندِ قبا کا کھل جائے
الفاظ جو شوخیان دکھائین — دیدی گھونگھٹ مین منھ چھپائین
حسنِ خطِ چہرہ عارضی ہے — شان اور سوادِ نامہ کی ہے
دیوانہ نہین کہ زلف جانون — ہان وصل کی شب کہو تو مانون
مطلب جو اخط سے جاس اوسکا — آسان ہوا کارِ مشکل اوسکا
بھرنا تھا اوسے بھی نقش تسخیر — یون اوسنے کیا جواب تحریر
اے تابہ عیشِ خستہ حالان — اے بال و پرِ شکستہ حالان

اے حاصلِ مدعائے سازش — وے سالکِ جادۂ نوازش
تم لکھتی ہوں میں بگڑ نہ جانا — منظور ہے لطف کا جتانا
پوچھے کوئی جو میرے جی کی — کیا بات ہے بے تکلفی کی
تم کیا مہمان ہو کے آئے — فردوس کی جان ہو کے آئے
یوں آئے سرور جیسے دل میں — ایمان کا نور جیسے دل میں
لیکن جھوٹوں خبر نہ لی واہ — لی چاہ کی آبرو اجی واہ
ظاہر کروں رنگِ یاسمن کیا — سوکھا ہوا نخلِ گل ہے تن کیا
اشکوں نے بہارِ حسن کھوئی — رخساروں کی آبرو ڈبوئی
یوں غم سے ہوا اسکا منتشر حال — جسطرح ہوا سے زلف کے بال
زوروں پہ ہے بسکہ ناتوانی — زیبا ہے کہے جو لن ترانی
اوٹھنا جو پڑے کمر پکڑ لے — کاکل جو ہے تو سر پکڑ لے
ایسا سکتے نے اسکو کھویا — شبہہ ہو کہ بے دہن ہے گویا
بیمار کو جان کھوتے کیا دیر — نیند آہی گئی تو سوتے کیا دیر
گل شمعِ حیات ہو نہ جائے — یہ دن کہیں رات ہو نہ جائے
اب اہلِ نظر کریں نہ منظور — ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور
بھوکھا عالم کے جلتے بیتاب — پیاسا پانی کے ہوتے بے آب
کچی بھی جو ہجر کی گھڑی ہے — واللہ پہاڑ سے بڑی ہے
تم جا ہو تو داغِ ہجر کھو جائے — نخلِ خزاں نہال ہو جائے
گلزار کو آئے دن سرِ شام — گاگشت کو جاتی ہے یہ گلفام

دریا کے کنارے ترسے پیاسا — پانی پینے نہ دو ذرا سا
دل مین نہ سرور آنے پائے — ہان رنج ضرور آنے پائے
آثار جو دیکھو کچھ ہنسی کے — رو دو کو مرے دونون ہونٹھ سی کے
گلشن بولی کہ ہوش مین ہے — کیون مثل شراب جوش مین ہے
رسوا کہین چشم تر نہ کر دے — رنگ اوڑ کے کہین خبر نہ کر دے
بولی پھر کیا کہا کہ کر صبر — بولی کیونکر کہا کہ کر جبر
نازک تھی وہ جبر خاک اوٹھاتی — گھڑیال کی طرح پیٹی چھاتی
گلشن نے غرض اسے سنبھالا — رستا ملنے کا یون نکالا
تھی اک زن پیر کہنہ شاطر — نور سحر مراد خاطر
دم دے جسے دام مین وہ آئے — دو باتون مین چار کو لگائے
دل اوسکا لیا کہ تو بولون — پردہ رکھے تو راز کھولون
پوچھا تو کہا سنا تو ماتا — ٹھہرا خط لیکے جانا آنا
کہہ سن کے اٹھا کے خامۂ شوق — تحریر کیا یہ نامۂ شوق
اے مہر جمال و ماہ عالم — وے روشنی نگاہ عالم
اے ساحر سحر نقش تصویر — وے ناموری سے اسم تسخیر
اے عاشق و نیز شکل محبوب — وے طالب و ہم برنگ مطلوب
اے مطلب نامۂ رسائی — وے معنی لفظ آشنائی
اے زنگ زداے شیشۂ دل — وے سہل نماے کار مشکل
اے مردم چشم میزبانی — وے چشمۂ آب مہربانی

چل نکلی ہوا بہار کی اب — طاقت نہین انتظار کی اب
ملنے کی جو یاسمن کو تھی لاگ — بھڑکاتا تھا عشق شوق کی آگ
پیارا اپنا جو گھر مین آیا — آرام بنا جگر مین آیا
ملنے کا جو مل گیا سہارا — کیا کیا اوسے شوق نے ابھارا
بیشک کسی بات کے تھے جویا — لب ملتے تھے مضطرب تھے گویا
لب کہتے تھے کان سنتے تھے ذکر — آنکھون کو تھی دیکھنے کی اب فکر
کہتی تھین نگاہ ترسے تا چند — کب تک رہئے ایسے نظر بند
حسرت بولی نکلیے سے چلیے — پاؤن آگے بڑھے کہ چلیے چلیے
دل کہنے لگا چلوگی کیونکر — چھاتی پہ تو ہین حیا کے پتھر
گلشن کہ تھی دم کی شکل ہمدم — تھی محرم راز جیسے محرم
حیرانی کا حال اوسے جتایا — تنہائی مین آئنہ دکھایا
گلشن نے کہا کہ او سمن بر — جامے سے نہ مثل بو ہو باہر
بے سلسلہ خاک بن پڑے کام — بے زینہ بشر نہ ہو پہنچے تا بام
سچ عقد نہ اٹکے بند سے بند — بے رشتہ لگائیے کون پیوند
لیا کھلکے نکالوگے قدم تم — لاکھ آنکھون کی پتلیان ہین ہم تم
ہو پردے کی بات اگر فسانا — مشکل ہو جائے منہ دکھانا
جی چھوڑکے یون نہ کھیلو جی پر — دو وقت ملین گے وقت ہی پر
بولی وہ کہ آئنہ ہے اندھیر — صبر پر جیسی علاج ہین پر
کیونکر یہ ہو جائیے بھوک غالب — روکو جو وہ ہو غذا کا طالب

ہے آپ کو جس عزیز کی چاہ　　اِس مصر مین لایا اوسکو اللہ
دو نکلے ادھر سے چار اودھر سے　　دوڑے کہ پائین لین نظر سے
تھے راہ مین جمع شہر والے　　پا مانگ بھری تھی موتیون سے
دیکھا دیکھی بہار آئی　　صبح شب انتظار آئی
جس نے چہرے پہ آنکھ واکی　　مہمان نے آنکھ ہی مین جا کی
ڈنکا جو بجا کہ آئے آئے　　خسرو بھی چلا کہ بڑھکے لائے
پہونچا یہ ادھر سے وہ اُودھر سے　　دل دل سے ملا نظر نظر سے
ملنے لگی گر کے فوج پر فوج　　لوٹی جاتی تھی موج پر موج
شہزادہ و شاہ ملکے باہم　　یون تھے جیسے ثمر ہون توام
ایسا ملنا جو دیکھ پائے　　گردون جوزا کو بھول جائے
دل خوش تھا کہ نورِ چشم آیا　　گھر تک اوسے پتلیون پہ لایا
آنکھین روشن ہوئین وہ گھر گیا　　منھ تکتی تھین پتلیان بشر کیا
جی دیتے تھے ساکنانِ فردوس　　اوس ماہ کا دم تھا جانِ فردوس
جو تھا وہی دل دیئے ہوئے تھا　　اپنا پہلو لئے ہوئے تھا
وان فکرِ قرانِ ماہ و خورشید　　یان بزمِ خیال و شمعِ امید
وان دخترِ رز کو فکرِ مینوش　　یان صورتِ بادہ شوق کو جوش

یاسمن کی بھیجی اور گلشن کا سمجھانا۔ آخر ماہِ عالم اور یاسمن دونون کا باغ مین ملجانا

گلشن مین کھلا چلی ہوا پھول　　دے بادہ کشون کو ساقیا پھول

روحی قوت بہم ہوا سے — آئے مُردے مین دم ہوا سے

گل جیسے دلھن کا پیرہن لال — پتون مین رگون سے زلف کا جال

اشجار بہت بڑے بڑے تھے — معشوق دراز قد کھڑے تھے

چوٹی پہ شجر کی جو رسا ہو — اللہ سے اوس کا سامنا ہو

دعوی کرے حسن کا تو ہر شاخ — ابرو مین نکالے شاخ پر شاخ

انسان جو ہوا وہان کی کھائے — نخل امید مین پھل آئے

آجائے نظر جو دشت کی نہر — تر ہون لبِ خشکِ صائم الدہر

یون آنکھ مین ہو نگاہ شاداب — جیسے لبِ جو گیاہ شاداب

بیلین پھیلی ہوئی زمین پر — زلفین چھٹکی ہوئی جبین پر

کچھ کہنے کو منھ جو اوسنے کھولا — تاجر واقف تھا بڑھکے بولا

یہ سب فردوس کی زمین ہے — جس پھول کی بو ہے وہ حسین ہے

چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند — بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند

بیساختہ لب کھلے ہنسی سے — پھول اوسکا دہن ہوا کلی سے

سرمستِ شرابِ شوق تھا دل — چلتی منزل گھٹی بڑھا دل

برجِ قصرِ حبیب چمکا — قسمت چمکی نصیب چمکا

کیا اوج مکان کو تھا مکین سے — سورج تھا قریب تر زمین سے

یون شوق سے اوڑ چلا وہ خوشرو — اُڑتے پروانہ جیسے لو پر

تاجر کہ تھا کاروان کا دمساز — نکلا جیسے جرس سے آواز

فردوس مین سب سے آگے آیا — غنچون مین نیا یہ تازہ گل کھلایا

گھر مین وہ پری نہین عجب ہی | پتلی نہین آنکھ مین غضب ہی
آنے والا کسے کہون مین | یا دھوپ ہی یا ہوا ہی۔ دو ہین
اون پر تو گمان ہی نہین ہے | ان دونون مین جان ہی نہین ہی
ہاتھون سے کبھی تو سر کو تھاما | اُف کرکے کبھی جگر کو تھاما
تڑپا تو گرا سرِ زمین وہ | جان اسکی کہین تھی اور کہین وہ
پوشیدہ ہوا جو مہر روشن | پھیلا ظلماتِ شب کا دامن
جنگل کا سفر تھا شب کو مشکل | کی صورتِ مہر ختم منزل
بستر پہ گرا وہ ماہِ عالم | گل کے دامن پہ جیسے شبنم

ماہِ عالم کا دیارِ محبوب مین آنا۔ خبر پاکے خسرو کا استقبال کے واسطے جانا۔ راہ مین ملکے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین | کالی کالی گھٹائین چھائین
شوقِ مئے لالہ فام ہے آج | توبہ قربانِ جام ہے آج
جب دن شب کی بغل سے نکلا | سورج اپنے محل سے نکلا
کی دور کثافتِ تنِ شب | زائل کیا زنگِ دامنِ شب
کرنون نے دکھائی کیمیائی | سونے کی زمین سب بنائی
رستے پہ چلا وہ ماہ اسطرح | نقش مسطر پہ خامہ جسطرح
دے ساتھ ہوا تو گرد ہو جاے | دل آب روان کا سرد ہو جاے
دیکھا شاداب ایک جنگل | سبزے کی بچھی تھی جس مین مخمل

سونے کو تو سوئی تھی وطن میں ۔ چونکی تو پڑی تھی اس چمن میں
اک دیو سیاہ تھا سرہانے ۔ دیکھا دکھلایا جو خدا نے
صورت سے بلا کو ڈر بلا کا ۔ ہر حلقۂ چشم گھر بلا کا
قد سے سانکھو کا پیڑ اک خار ۔ دم سے بادِ سموم اُف الحذار
آتا ہے وہ شب کو مثلِ ظلمت ۔ جاتا ہے سحر کو شب کی صورت
جادو سے مجالِ رم نہیں ہے ۔ لوں سانس اتنا بھی دم نہیں ہے
بولا یہ کہ اُٹھ قدم بڑھا چل ۔ بولی کہ یہاں سے ہو ہوا چل
وہ سمجھی بدی یہ میل سمجھا ۔ وہ سمجھی اہم یہ کھیل سمجھا
بولا یہ کہ اے پری نہ ڈر تو ۔ بولی دیوانہ ہے بشر تو
بولا تجھے کیا پڑی ہے میری ۔ بولی نہیں اتنی جان تیری
سیلاب سے زور کیا چلے گا ۔ ٹالے سے پہاڑ کیا ٹلے گا
کچھ حوصلہ ہاں بڑھے تو جانوں ۔ یہ بیل منڈھے چڑھے تو جانوں
تعویذ دیا کہ لے ہوا ہو ۔ بولی وہ جو دیو لپکے کیا ہو
بولا کہ طلسم کو یہ توڑے ۔ پتھر ہو تو موم کر کے چھوڑے
آہو کی طرح وہ کر گئی رم ۔ نکلا یہ جناں سے جیسے آدم
لشکر میں خبر سے آگے آیا ۔ آپ اپنی نظر سے آگے آیا
موقع افسوں نے بدل دیا وہ ۔ چلتا جادو تھا چل دیا وہ
دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی ۔ کھوئی جو زبان دہن تھا خالی
چلایا کہ آئی کیا تباہی ۔ جادو کدھر اُڑ گیا الٰہی

آتے تھے ہرے ہرے نظر برگ — پھاہا زنگار کا تھا ہر برگ
کچھ تھا جو شجر تو بخت بد تھا — سیدھا کسی پر جفا کا قد تھا
ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال — چہرہ غصے سے جیسے ہو لال
بنگلہ لب جو حباب کی شکل — دزدیدہ بے حجاب کی شکل
بنگلے مین تھی ایک حور پیکر — جیسے پتلی کا آنکھ مین گھر
تھی مائل خواب شکل مخمل — فانوس تھا شمع رخ کو آنچل
آہٹ سے قدم کی وا ہوئی آنکھ — نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ
آنچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا — پردہ غیرت کا چھٹ گیا تھا
مانند حباب سر اوٹھا کر — بولی کہ کہان پھنسے تم آکر
بھاگو کہ شجر ہے یان دار — بھاگو کہ ثمر ثمر ہے یان بار
بھاگو کہ ہے خار خار نشتر — بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر
چھو کر کوئی دیکھے ہین کب انگور — انگور ہین زخم کے سب انگور
بولا یہ کہو تو خیر ہے خیر — بولی وہ کہ ہو نہ سیر مین سیر
بولا یہ کیون وہ بولی ایجان — یہ دیو کا گھر ہے تم ہو انسان
شعلے کی لپک سے خس بچے کیا — بگلے سے بھلا مگس بچے کیا
بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے — تم اپنی کہو کہ بات کیا ہے
کیون زرد ہو زعفران نہین تم — برگ فصل خزان نہین تم
بولی مین پری ہون نسترن نام — آفت زدہ غم نصیب ناکام
صدمے اس گھر کے سہنے والی — آغوش اجل کی رہنے والی

آمادہ ہوا سفر پہ راہی
چلتی آندھی کا ٹوکنا کیا
دریائے کرم کو لہر آئی
اک نقش رقم کیا کھلے
دامن رہے لوث سحر سے پاک
آندھی ہو تو گرد ہو کے رہجائے
بیدل نہ ہو خوف کیا خطر کیا
تقدیر کی نارسائی کیتک
تعویذ لیلے گلے مین ڈالا
کچھ دور ہوا جو گرم رفتار
تھا جوش مین صورت جوانی
موجین وہ کہ چھپ جائے ابر
چلی سر چاک چرخ اخضر
اک قصر بلند تھا سر آب
آنکھین ٹھہر گئین کہ نئی سیر
دریا مین سما کے مثل ماہی
شکل آغوش در جو وا تھا
دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور
چھوٹے چھوٹے قد و نیم بوٹے

اوٹھ بیٹھ کے رخصت اوسنے چاہی
بہتے پانی کا روکنا کیا
کی اوس کشتی کی ناخدائی
چل یان سے ہوا ہو رہا لے
دریائے طلسم مین اوڑے خاک
آتش ہو تو آپ ہو کے بہ جلے
دریا کا شناور ون کو ڈر کیا
پہونچے گی ضرور سانس لیک
خوش ہو کے بڑھا وہ سرو بالا
حائل ہوا ایک بحر زخار
اور آپ مین عمر کی روانی
ٹیلوا اوپر چھپائے ابرو
سیکھین یہ سب بھنور سے چکر
در وا تھا بشکل چشم پرخواب
موج آئی کہ دیکھئے تعبیر
اوس گھر کی طرف ہوا وہ راہی
پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا
ٹھوا وہ یہان کی ہے ہوا اور
غنچے سے شگفتہ جی نہ ہو سکے

باتین کرتا تھا آسمان سے | عیسے نظر آتے تھے وہان سے
ہی ہار گیا تھا ماہِ عالم | دم پھول کے کہتا تھا کہ لو دم
لیکن دم سے لیتے خاک راہی | کانٹون سے زمین تھی کہ ساہی
آگے مثلِ قدم بڑھا وہ | موسیٰ تھا کہ طور پر چڑھا وہ
دیکھا چوٹی پر اک مکان ہے | جنت بالائے آسمان ہے
تا بامِ نگاہِ شوق قاصر | ہموار یہ صورتِ عناصر
چشمِ غلمان کا درپہ شک تھا | دربان مانندِ مردمک تھا
اندر جانے کا اِذن پایا | دیدے مین وہ شکل سا سمایا
اوس بیچ مین آفتاب تھا ایک | درویشِ فلک جناب تھا ایک
چہرہ قرآن چشم بد دور | داڑھی تفسیر سورۂ نور
آنکھون سے عیان تھا حسن ایجاد | خالق نے کئے تھے منھ پہ خود صاد
گویا ہوا یون وہ شاہِ بے تخت | آتا ہی کدھر سے او جوان بخت
بولا یہ کہ اک غریب ہو مین | اب کیا کہون بے نصیب ہو مین
بیتاب ہون تاب کی ہوس ہے | ماہی ہون آپ کی ہوس ہے
روشن کیا رنگ تیرہ بختی | نرمی سے بیان کی وہ سختی
اصرار کیا کہ آج تھم کر | مجھ پیر پہ او جوان کرم کر
سنتے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر | پہلو مین کمان سے رکگیا تیر
کھانے کھلائے مزے مزے کے | میوے پائے مزے مزے کے
تھا شام سے طالب سحر بخت | چمکا اودھر آفتاب اِدھر بخت

تانین ہوئین برچھیون سے بڑھکر
توڑے دل ئل رہے تھے گویا
بھرتا زخم جگر نہ دیکھا
کاٹی مشکل سے رات غم کی
رخصت ہوئی میہمان کی لازم
اختر یون ساتھ ساتھ آیا
گوہر سا خضر ہوا جو رہبر
شہزادے کی چارسو نظر تھی
دیکھا مہ عید روبرو ہے
اختر کی طرف وہ ماہ لپکا
طالع سے ہوئی مراد حاصل
گوہر سے تھا پلہ ہمسری کا
اوٹھ بیٹھ کے ہوگیا وہ رخصت

پتھر پڑے کنکری سے دل پر
سم زہر او گل رہے تھے گویا
مرہم تھا خراب اثر نہ دیکھا
قسمت سورج کے ساتھ چمکی
گوہر ہوا رہبری کو عازم
جس طرح سے ہمقدم ہو سایا
سیارون مین آملا وہ اختر
وا چشم امید مثل در تھی
شکل امید روبرو ہے
پیاسا تھا کہ سوئے چاہ لپکا
یون ملگئے جسطرح مکین دل
جوڑا رشتہ برادری کا
کہہ سُنکے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلکر ایک پہاڑ پر شہزادے کا جانا درویش سے ملکر تعویذ کا پانا آگے چلکر بیچ دریا مین مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نسترن کو جنّے دیو نے جادو کے زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑانا

ہاتھون مین لئے ہوے پیالے
پھر آئے شراب پینے والے

اس مہر کا شکر کرکے وہ ماہ | بولا تم خضر ہو مین گمراہ
جو اس مہمان کا میزبان تھا | وہ اوس جنگل کا حکمران تھا
پریون سے بھرا ہوا تھا جنگل | جنگل مین تھا اوسکے دم سے منگل
لوگون نے جو دیکھے اوسکے جوہر | کہنے لگے آبرو سے گوہر
غیرت کہ صفائی مین سحر تھی | آب زمزم سے پاک تر تھی
گل بوئے وفا پہ ناز کرتے | آگے دامن دراز کرتے
بولا وہ چمن نشاط کے رنگ | پریان حاضر ہوئین خوش آہنگ
وہ حسن کہ حور اوسپہ صدقے | وہ نور کہ نور اوسپہ صدقے
ناز ایسے کہ ناز آپ حیران | غمزے ایسے کہ غمزہ قربان
پتلی کمرین لچک بھی اوسمین | گورے چہرے چمک بھی اوسمین
چھا جائے گھٹا جو بال کھولین | کلیان چٹکین جو منہ سے بولین
کاکل سے بلا چلن سے شمشیر | ابرو سے کمان نگاہ سے تیر
اٹھلاتی ہوئی وہ آگئے آئین | موقع پا کر غزل یہ گائین

غزل

سر پھرنے کا چرخ کو گلہ ہے | دل کو نالون کا حوصلہ ہے
ڈنکا ہے یہ شہرت جنون کا | جو سینے پر اپنے آبلہ ہے
چارون جانب کی خاک اوڑاتا | یہ آٹھ پہر کا مشغلہ ہے
کب دشت جنون مین ہون اکیلا | ہمراہ اشکون کا قافلہ ہے
ہاتھ آئیگی زلف ایک دن شوق | باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

دیکھین وہ ستون تو ایسے ثمر آئین | دل کے دل ہی مین نالے رہ جائین

جھک کر اسی رُخ کلاہ کیطرح | کوٹھی کو چلا نگاہ کیطرح

اِک شخص تھا زیبِ مسندِ زر | وس شمع سے بزم تھی منوّر

مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا | آئینے کو انجمن مین لایا

رُخ گرد سے ابر مین قمر تھا | فانوس کا پردہ شمع پر تھا

روشن چہرے سے بیچواسی | چھائی ہوئی پھول پر اوداسی

پرگرد جو زلفِ پرشکن تھی | کیچل ناگن کا پیرہن تھی

سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد | ہے مثل غبار خانہ برباد

پوچھا کیا نام ہے کہا غبار | پوچھا کیا کام ہے کہا سیر

پوچھا کہ وطن کہا بہت دور | پوچھا کہ طلب کہا کہ مہجور

پھر صورتِ ابر کرکے نالا | آندھی کا غبار سب نکالا

بولا کہ ہے ہجر غم کا بانی | بے برگ ہے نخلِ زندگانی

جگ چھوٹ کے رہ گیا ہون مین فرد | تنہا پھرتا ہون صورتِ گرد

بولا وہ کہ بے حواس کیون ہو | بیدل کیون ہو اوداس کیون ہو

دنیا مین ہین نوش و نیش توام | ہے آج اگر خوشی تو کل غم

ہو کم بھی خوشی تو کم نہ جانو | راحت ہو جو غم کو غم نہ جانو

سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا | دانتون مین زبان کو ضرر کیا

آہون کو بس اب ہوا بتاؤ | ہنس بول کے کاٹین وقت آؤ

کیون ایسے فراق سے ہو بیچین | ممکن نہین کیا قرانِ سعدین

تقدیر وہاں یہ رنگ لائی | کالی آندھی بلا سی آئی
ظلمت میں گھرے تھے یوں وہ ناکام | جیسے کافر کے دل میں اوہام
گم صورت ہوش ہو گئی راہ | خود گم ہوے سب تو کھو گئی راہ
شہزادہ کہیں کہیں تھے ساتھی | اوس وقت کی اور یہی ہوا تھی
چکر لے وہ سب جو راہ بھولے | گویا جنگل میں تھے بگولے
آخر بخت سیاہ چمکا | جب گرد چھنٹی وہ ماہ چمکا
بے شمع تھے منتشر پتنگے | ٹوٹے سر شمع پھر پتنگے
چھوٹا سیاروں سے اک اختر | آوارہ ہوا وہ مثل صرصر
سارے جنگل کی خاک اوڑائی | شہزادے کی گرد تک نہ پائی
تلووں میں یہ خشک کانٹوں کا حال | ہوں جیسے برش میں سیکڑوں بال
یا سایہ تھا ساتھ اوسکے یا دم | یا ٹھوکریں کھانے کو تھیں یا غم
ہرچند پھرا وہ صورت سر | لیکن اوسکو ملا نہ لشکر
دیکھا وہاں پھرتے پھرتے اک باغ | جو دے دل داغدار کو داغ
در صورت دیدہ وا جو پایا | مانند نگاہ اندر آیا
گل تھے عذرا کے گال سے خوب | سنبل لیلی کے بال سے خوب
شیریں تھا ثمر وہاں کا | فرہاد شجر وہاں کا
اوس باغ میں یہ بہار دیکھی | کوٹھی اک زرنگار دیکھی
کوٹھی تھی کہ قدرت الٰہی | رضوان دربان ملک سپاہی
بند اوسکے دروں سے چشم محبوب | پردوں سے حجاب ناز محجوب

چکراتی ادھر اودھر پھری وہ
آنسو جس طرح چشم تر سے
مایوس ہوئی تو یوں گری وہ
یا جیسے کوئی گرے نظر سے

رستہ چلتے جنگل میں کالی آندھی کا آنا اختر کا بھٹک کے ایک باغ میں جا پانا گھوڑے سے ملکر شب کو آسایش اور صبح کو پھر لشکر پانا

برہم ہے مرا مزاج ساقی ۔ ہے آگ ہے مجکو آج ساقی
شیشہ نہیں آبلے سے کچھ کم ۔ ساغر نہیں ہے یہ چشم پُرنم
قسمت نے کہن سے جب چھوڑایا ۔ سیاروں میں ماہِ عالم آیا
آنکھوں میں پھر آیا نور جاکر ۔ روح آئی تنوں میں دور جاکر
گردش جو رہی تھی صولتِ خاک ۔ منھ تک نہیں کچھ گیا تھا جز خاک
دانے پانی کو اہلِ لشکر ۔ بوٹوں کی روش سے جمے زمیں پر
شبنم سے تھے بشر کو ۔ جو شب کو گرا اُٹھا سحر کو
ہوتے ہی سحر ہجوم سیار ۔ تھے صورتِ مہر گرم رفتار
وہ دشت تمام لوحِ افسوں ۔ سطر جادہ میں سفر کا مضموں
رُخ خاک کا پُرغبار اس میں ۔ ہر ذرّے کو انتشار اس میں
کھاتے تھے وہاں بگولے چکر ۔ مرغانِ ہوا کے جلتے تھے پر
کانٹے کھٹک کے خشک رستے ۔ چشمے ناسور ہو کے بہتے
بالو وہ کہ بھاڑ جا ہے گرم ۔ سایہ کچھ دھوپ سے سوا گرم
تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ ۔ ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ

مالا میرا جو یار ہوتا — دشمن کے گلے کا ہار ہوتا
بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی — چوڑی ہی پلک کے ہاتھ لیتی
سونے والے ہیں یا تو پالے — یا ہیں یا لا بتانے والے
نادانی سے یہ بھی کر گئے بیر — موتی ہیں یتیم کیا کہوں خیر
بس بورے وفا نہیں کسی میں — کانٹا سی چبھی ہیں کیل جی میں
مسّی کا جمے نہ رنگ الٰہی — ہو اس کو نصیب روسیاہی
اشجار سے کھنچ کے تن گئی وہ — جالا مکڑی کا بن گئی وہ
بگڑی بوٹوں سے داغ کھا کر — روٹھی پھولوں سے منھ پھلا کر
ایسی کنگھی سے الجھی وہ گل — الجھے شانے سے جیسے کاکل
ڈھونڈھ آئی ادھر بھی اور ادھر بھی — طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی
رو رو کے چلائی غل مچایا — سر پر سارا چمن اٹھایا
سنّاٹے میں تھے سب اہل گلشن — چپ تھی گونگے کی طرح سوسن
کچھ اتنا ہوا میں سم بھرا تھا — پر آبلہ جسم تاک کا تھا
اترا صدمے سے چہرہ گل — چھٹکے ہاتھ میں موئے سنبل
نرگس ہوئی خوف کھا کے بیمار — کانٹے ہوئے سوکھ کر خار
پتّا تھا تو زرد ہو گیا تھا — پانی تھا تو سرد ہو گیا تھا
شبنم قسمت کو رو رہی تھی — گل کا دامن بھگو رہی تھی
موجیں لب جو پٹکتی تھیں سر — گرداب کی عقل کو تھا چکر
غصّہ تھا کہ قہر ڈھا گیا کون — آخر طوطے کو لے گیا کون

ناچ او تنا نچاؤں جتنی کد ہے — دوں داغ یہ داغ تو سند ہے
کیا کیا نہ ستم کروں گی واللہ — مہندی کو قلم کروں گی واللہ
دور او شبنم کہیں فنا ہو — کیوں آئی نسیم چل ہوا ہو
چھاتی پھٹ جائے تیری او گل — اللہ کی مار تجھ پہ سنبل
قمری کے گلے میں طوق ڈالو — کانٹے یہ کھٹکتے ہیں نکالو
تواروں سے لوٹ لو خزانے — موجوں کے لگاؤ تازیانے
پیسوں مہندی کو میں جو بس ہو — تلووں سے ملوں جو دسترس ہو
ہو کا لگے جھاڑ میں تو خوش ہوں — پتے جلیں بھاڑ میں تو خوش ہوں
شمشاد کی سب اکڑ نکالوں — میں باغ سے اس کی جڑ نکالوں
اچھا پازیب کیوں نہ بولی — کیوں آنکھ نہ آرسی نے کھولی
کیا منہ میں بھرے ہوئے تھے گھنگھرو — چپ بیٹھ کے مرے ہوئے تھے گھنگھرو
مانا کہ کڑے کڑے ہیں دل کے — چھڑکے نہ چھڑے جگہ سے ہل کے
آویزے ہلے نہ کس کے ڈر سے — کیوں نکلے نہ یہ نگینے گھر سے
چھلوں کا چلا نہ جوڑا افسوس — توڑے نے کیا نہ توڑا افسوس
بھولا تو داؤ او علی بند — اب سوچ بچاؤ او علی بند
ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی — چھاتی پہ ہی چوٹ دھکدھکی کی
طائر چھپکے سے یوں نکل جائے — پھر کولے سے سر چڑھے کے پھل پائے
یہ بھی نہ ہوں دستگیر افسوس — دل کیوں نہ ہو کنگنوں سے مایوس
سینے میں نہ آئیں کام گوجیں — منہ موڑ گئیں تمام گوجیں

امید یہی ہی سے ہے خام — لکھیئے آسیب یا بلیا کا نام

گلشن پہ پڑے الٰہی پالا — لالے کا چمن مین منھ ہو کالا

ہنستے ہین یہ گل تباہ ہو جائین — یہ فالسے زرد و سیاہ ہو جائین

ہو سرو کا پاؤن شل الٰہی — دنیا مین نہ پائے پھل الٰہی

جڑ پیڑ سے اوجڑے اوچمن تو — ہو جائے سفید یاسمن تو

پھل پائین نہ پھل جہان بھر مین — لگ جائے برا چوا سے شجر مین

سبزے پہ الٰہی اوس پڑ جلے — پامال ہون خیابان اوجڑ جلے

مٹ جائے جہان بے نشان ہو — یہ نہر چمن نہ اب روان ہو

پیڑون کے سرون پہ برسین پتھر — جھاڑو پھر جائے اس روش پر

پھولین پھلین حشر تک نہ پھلیان — دل تنگ رہین ہمیشہ کلیان

ٹھنڈھی ہون حوض تو جو گرجائے — پانی تری آبرو پہ پھر جائے

چھر سون کی انار کا لہو آج — گیندے کو کرونگی زرد رو آج

کانٹون کی یہ پیڑ جسطرح ساگ — مہتابیون مین لگاؤنگی آگ

اور تخم بگاڑ دونگی تجکو — بس کھودکے گاڑ دونگی تجکو

انگور کی کھینچ لونگی کھال آج — سنبل ترے نوچ لونگی بال آج

شفتالو تری ناک کاٹ لونگی — لیمو تجھے آج چاٹ لونگی

جامن دنیا مین خوار تو ہو — اللہ کرے سیاہ رو ہو

کچا چڑیون کو کھاؤن کی مین — دنیلے سے اوٹھین اوڑاؤنگی مین

تاچین کتنا ہی تن کے طاؤس — پائین نہ سبز قدم چمن سے طاؤس

موجین دو ڈبن نہ ہو کے بیتاب — طوق گردن ہوا نہ گرداب
غافل رہے سب جہان جنکے — کیا تھے نہ شریک آبرو کے
سایہ ہی نہ کاش پڑ کے سوتا — بیلا ہی گلے کا ہار ہوتا
قمری کو گلے سے ٹوک دیتی — انگور کی ٹٹی روک لیتی
مہندی ہی جکڑتی ہاتھ یا پاؤن — نرگس ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن
آگاہ مجھے یہ مور کرتے — سر پیر چلاتے شور کرتے
آنے والی نسیم ہے بس — جلنے والی شمیم ہے بس
ہے لوث سے پاک انکا دامن — پکڑے کوئی خاک انکا دامن
غنچون کو جو کچھ کہون تو چٹکین — کانٹون کا جو نام لون تو کھٹکین
پھولون کو جو ٹوکون منھ پھلائین — چڑیون سے جو بولون غل مچائین
پھر کون ہے جسپہ کچھ گمان ہو — مہندی ہی کا چور ہو تو ہان ہو
کیا سمجھی تھی مین یہ گل کھلے گا — گلشن سے یہ پھل مجھے ملے گا
نارنج لگا کے رنج جھیلا — تقدیر سے کچھ پھلا نہ کیلا
آئے نہ شریفے میرے کچھ کام — ہے ان کا شریفہ نام ہی نام
آگاہ جو بیر سے مین ہوتی — کیون بیر لگا کے کانٹے بوتی
اسنے بھی نہ خاک ادا کیا حق — پالا پالک کو مینے ناحق
میٹھے سے کھٹائی مین پڑی مین — پی جاؤن گی اسکا خون کبھی مین
اپنے ہی یہ دیکھنے کو چھوٹے — پھٹتے چھرتے ہین اتنے کھوٹے
لالہ کو اسے مین سمجھی — دل اسکا سیاہ ہے مین سمجھی

حیرت تھی عیان شجر شجر سے — ٹھرّائی تھی شاخ شاخ ڈر سے

بوٹے بوٹے نے داغ کھایا — پتّے پتّے کو لرزہ آیا

رگ رگ سوکھی تھی دم کہان تھا — جو پیڑ تھا پوست استخوان تھا

برہم مثلِ مزاج ہو کے — بکنے لگی باولی سی رو کے

طوطا صیّاد نے اوڑایا — چڑیان رہین چپ اوڑین خدایا

پہرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے — کانٹے سستے ہی مین پڑے تھے

سوسن کی زبان کیا تھی بے حس — کیا پھوٹ گئی تھی چشمِ نرگس

کیا باغ مین سو رہا تھا سویا — کلیان نادان ہی تھین گویا

شاخون نے نہ برچھیان لگائین — پتّون نے نہ تالیان بجائین

پھیلائے ہوئے تھین جال بیلین — چلنے دیتین نہ چال بیلین

غنچون کو حجاب کی پڑی تھی — اس سینے کو خواب کی پڑی تھی

کام آیا نہ خاک دامِ سنبل — منہ آئے بلا سے نامِ سنبل

پکڑا کسی خار نے نہ دامان — زنجیر بنا نہ عشق پیچان

سنتی ہون ہوا تو گشت مین تھی — شاید اسوقت دشت مین تھی

تاکا نہ عدو کو تو نے او تاک — آنکھون مین پڑی نہ اُڑ کے او خاک

تو نے نہ دیا نسیم جھٹکا — کانٹا تھی تو پانون مین نہ کھٹکا

کس سوچ مین تھے یہ سر جھکائے — کیا کوئی ان پھلون کو کھائے

انگور تو مے پرست ٹھہرے — کیا ان سے کہون یہ مست ٹھہرے

لب کھول کے حوض کیون نہ بولا — فوّارے نے کیون دہن نہ کھولا

چہرہ کندن سا تمتمایا — الماس سے لعل کو دبایا

طائر کی مثال اوڑ گیا رنگ — جھنجھلا کے کہا کہ ہین یہ کیا رنگ

او سرو چمن ادھر تو آ تو — طوطا مرا کیا ہوا بتا تو

او سوسن باغ تو بیان کر — او چاندنی راز تو عیان کر

بتلا تو شمیم تو کہان تھی — سچ کہدے نسیم تو کہان تھی

برگ گل لالہ تو ہی لب کھول — کیا تو گونگی ہے او کلی بول

دیکھا نہ کہ کیا پڑی تباہی — اندھے ہوے آئینے الٰہی

روزن تو نے نہ دیدہ کھولا — چھوٹے منہ سے یہ ذرہ نہ بولا

کس ڈر سے کھلے نہ بام کے لب — کس خوف سے در گئے ستون سب

توڑے گلدستے داغ کھا کر — باندھا پردون کو لچکا کر

شاخون پہ اٹھائی بھونکی تلوار — نرگس کو دکھائی چشم خونخوار

سنبل کو کیا اسیر زنجیر — لو کو کیا چار سمت تشہیر

پھینکا کانٹون کو اک کنارے — مہندی کو ملا جلن کے مارے

پیچھے پڑی اسقدر پھلون کے — پک پک گئے بس جگر پھلون کے

بادِ سحری نے دم بھرا سرد — چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد

روتی پھرتی تھی جوے گلشن — جاتی ہے اب آبروے گلشن

مہندی ٹٹی کی آڑ مین تھی — رنگت پتی کی آڑ مین تھی

رقت سے تھی چشم حوض پرنم — غیرت سے تھی آب آب شبنم

چڑیا غم و خوف سے غضب کے — طوطے سے اوڑے ہوئے تھے سب کے

منقار سے لعل خون کھاتا | فیروزہ پرون سے داغ پاتا

رنگین سختی سے پھول جھڑتے | غنچہ دہنون کے منہ بگڑتے

آنکھون سے لہو کا رنگ روشن | سرمایہ جنون کا طوق گردن

کچھ یاقوتون پہ جو لال پڑے تھے | داغ سوز دل و جگر تھے

لائی قسمت فسون کے بس مین | فیروزہ تھا خاتم قفس مین

تھا اتنا جنون زدہ بدن سب | ٹکڑے ٹکڑے تھا پیرہن سب

تن طائر روح کو قفس تھا | کانٹا تھا کہ جسم مین قفس تھا

منقار کو کھول کر دکھاتا | انگارے کے ٹوٹنے کا نقشا

اپنی بپتی جو سوچتا وہ | اپنے پر آپ نوچتا وہ

اوس مصر مین اور اک پری تھی | یوسف کی رہائی چاہتی تھی

ہر چند پری تھی نرم تھا دل | تھا آگ کا جسم موم کا دل

موقع کی جو ایک رات پائی | اوسنے مطلب کی گھات پائی

توڑا وہ قفس تو بند ٹوٹا | آزاد ہوا اسیر چھوٹا

بوٹے سے بنا جو سرو آزاد | لشکر کو چلا وہ خانہ برباد

چھوٹے ہوئے قافلے مین آیا | چھوٹی آنکھون سے نور پایا

گردون نے بلائے شب جو ٹالی | چونکی طوطا پڑھانے والی

طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور | سمجھی وہ کہ لے اوڑا کوئی چور

طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا | دل بھی بست ہوس بھی ٹوٹا

کالی آنکھین لہو نے کین لال | انگارے ہوے وہ پھول سے گال

بولا کس نے یہ کی ہے چوری — بولی چوری کہ سینہ زوری
تم نے ہان ہان تمھین نے واللہ — دیکھا دیکھی مگر سنے ہو واہ
زلفین دیکھون ادھر تو آؤ — دل پاس نہین قسم تو کھاؤ
ٹیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو — لپٹی وہ کمر سے شکل گیسو
روٹھا تو لگاوٹون پہ لائی — بگڑا تو بناوٹون پہ آئی
سمٹا تو وہ پھیلی جس طرح بیل — اوکھڑا تو جمائی جڑ کہ ہو میل
پھنسکر جو ہوئی رہائی مشکل — ٹوٹا امید کی طرح دل
دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ — سیّارہ تھا قطب ہو گیا وہ
پھولا گل آفتاب جس دم — نیند اوسکی اوڑی برنگ شبنم
سودا فردوس کا تھا سر مین — دوزخ مین تھا پری کے گھر مین
رخصت کا ہوا جو اوس سے طالب — بولی تو جان مین ہون قالب
مین جان سے جاؤن تو اگر جاے — سر جلے تو ہان یہ درد سر جائے
دل رخ نہین سر نہین پھرے کیون — کچھ تیری نظر نہین پھرے کیون
تو خاک الفت کا حال سمجھا — تجھے دھاگے کا جال سمجھا
سن کھول کے کان میرا کہنا — کہتی ہون کہ مان میرا کہنا
دونون مین کٹھن معاملہ تھا — ضد سے ضد کا مقابلہ تھا
ہٹ اسکی بڑھی تو بڑھ گئی لاگ — جی اوسکا جلا تو ہو گئی آگ
بحر افسون مین دیکے غوطا — انسان کو کیا پری نے طوطا
تھا پہلے حسین آدمی زاد — طوطا جو بنا بنا پری زاد

اوس ہلنے سے تھی طلب ہویدا
تھے انگلیون ہی کے اشارے پیدا

سوسن بولی کہ آئیے آئیے
گل مارے خوشی کے کھلکھلائے

پھر سر سے جھکے برائے تسلیم
کی اٹھ کے حباب ہوئے تعظیم

شمشاد تھا سرو قد ادب سے
گرداب تھا رقص مین طرب سے

کلیون نے بلائین لین چٹک کر
فوارون نے در کیئے نچھاور

گلگشت مین اک پری وہان تھی
گلشن مین برنگ جور وان تھی

آنکھون مین کبھی تھی باغ کی دوب
چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب

چکرائی کہ یہ شگوفہ کیا ہے
نیرنگ نیا فسون نیا ہے

یان دار ہے ہر شجر بشر کو
یان بار ہے ہر ثمر جگر کو

پتا پتا ہے داغ سینہ
کانٹا کانٹا نگاہ کینہ

مشکل ہے خیال کی رسائی
قسمت اسے کس روش ہے لائی

پوچھا جو مزاج کو کہا خیر
پوچھا سبب آنے کا کہا سیر

ہو فتنے کی آئی اس چمن سے
ہوش اڑ گئے مثل مرغ سن سے

کانپا سہما ہٹا ڈرا وہ
پھرنے کے لیے مڑا ذرا وہ

بولی وہ کہ رام کر کے رم کیون
تھم رک گئے صورت قدم کیون

آنکھین جو پری کی لڑ گئی تھین
پیچھے وہ بلائین پڑ گئی تھین

زلفین جو بڑھین کہ مشکین کسلین
جھجکا وہ کہ ناگنین نہ ڈس لین

برگشتہ جو مثل بخت پایا
قدمون پہ گری وہ جیسے سایا

بولا یہ جھجک کے آن یہ کیا ہے
بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے

کنکر جو کوئی سرزمین تھا
وہ دل کی گرہ سے کم نہین تھا

آئے کانٹے کو دیکھکر یاد
موئے مژگانِ چشمِ جلاد

تھا گرمِ سفر وہ صورتِ بو
دیکھے اتنے مین چند آہو

مائل تھے وہ سوئے سبزۂ دشت
جسطرح نگاہ وقتِ گلگشت

یہ اونپہ چلا خدنگ کی طرح
وحشی اوڑے وہ رنگ کیطرح

کچھ خاک نہ جز غبار پایا
صدمہ عوضِ شکار پایا

لشکر چھوٹا انیس چھوٹے
ہمدم چھوٹے جلیس چھوٹے

بس ہمنفس ایک اوسکا دم تھا
سایہ کم و بیش ہمقدم تھا

جنگل مین مثالِ ریگ ماہی
وہ خاک بسر ہوا جو راہی

تقدیر نے تازہ گل کھلایا
اک باغ مین جاتے جاتے آیا

وہ باغ کہ جنت اوسکی کیاری
آبِ جاری کہ فیضِ جاری

سنبل الجھے تو زلف کنگھی لے
سیدھی پٹری سے مانگ ہوجاے

برگِ گلِ تر جو لب ہلاوے
بیجان ہزار کو جلاوے

خوش قد بوٹون پہ قد کو وارین
نرگس سے لڑین تو آنکھین مارین

سبزے سے خضر کا رنگ ہے زرد
انگارے ہون گل کے سامنے سرد

نرگس کھولے اگر زبان کو
معشوق زبان دراز چپ ہو

بوے یوسف شمیم گلشن
زاہد کا نفس نسیم گلشن

چشمہ پر تو کسی جبین کا
بنگلا گھونگھٹ کسی حسین کا

شاخین جو ہوا سے ہل رہی ہین
مستانہ ادا سے ہل رہی تھین

ٹھیرے ہوئے تھی تھکن جو سبکو | سستائے برنگِ مہر شبلو

پھر ٹوٹ نکے پیچھے ماہِ عالم کا جانا۔ ایک باغ کی ہوا اٹھانا پری کی لگاوٹ شہزادی کی رخصت پر ہٹ۔ جادو سے طوطا بناکر شہزادے کو قفس مین ڈال دینا۔ دوسری پری کا قید سے نکال دینا۔ قید کرنیوالی کی بھیجنی اور جستجو غضب کے ساتھ پاس کی گفتگو

پھر جھوم کے ساقیا اوٹھا ابر | پھر ٹوٹ گیا ہے شیشۂ صبر
پھر کھول درِ شراب خانہ | پھر کشتیِ بادہ کر روانہ
جب لیلیِ شب نے منھ چھپایا | سر کھول کے قیسِ مہر آیا
سوتے ہوئے رات بھر کے جاگے | ہمت بولی کہ بڑھیئے آگے
دل بڑھنے کی دھن مین کم نہین تھا | دل سے گھٹ کر قدم نہین تھا
اون سے بڑھ کر نگاہ مغرور | سب سے آگے تھی چشم بد دور
القصہ بڑھا وہ غیرتِ ماہ | ساتھی مثلِ نجوم ہمراہ
آئی گلِ مہر پر جو زردی | اک دشت نے راہ کھوٹی کر دی
اوس دشت بلا مین موج صرصر | تھی طائرِ ہوش کے لیے پر
گرد اوسکی غبارِ طبعِ ناشاد | بیلون سے زمین پہ دامِ صیاد
سبزہ تو بہت مگر وہ سب خار | جو پائے نظر مین چبھ کے ہو پار
دوزخ کا شرر وہان کا ہر گل | دوزخ کا دھوان وہان کا سنبل

پانی نے کیا گراں قدم کو — موجیں ہوئیں بیڑیاں قدم کو
کف صید پہ جال لے کے آیا — گرداب نے طوق اوسے پنھایا
چشموں نے نہ کی نظر کہ ہے کیا — سوتوں نے نہ لی خبر کہ ہے کیا
قسمت نے بشر سے بت بنایا — اللہ اوس وقت یاد آیا
غوطے میں وہ آگیا کہ کیا ہے — پانی پتھر پہ کیا بلا ہے
تن غرق بصورت گہر تھا — ظاہر مثل حباب سر تھا
مجبور نصیب نے کیا حیف — پتھر چھاتی پہ دھر دیا حیف
کس میں دم تھا نکالتا کون — پانی کا پہاڑ ٹالتا کون
حیرت زدہ بسکہ صورتیں تھیں — گویا پتھر کی مورتیں تھیں
سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا — جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا
اک صبح کہ جلوۂ خدا تھی — یا جبہۂ صاف پارسا تھی
یا نور رخ حبیب کہیے — یا خندۂ خوش نصیب کہیے
شہزادے کو پاکے سخت دلتنگ — پانی پانی ہوا دل سنگ
پتھر سے ہوا جو موم پانی — مجبور میں آگئی روانی
طے منزل آب کرکے نکلا — آخر اوس پار اترکے نکلا
سوچا کہ مقیم کیوں یہاں ہو — پانی کی روش چلو رواں ہو
ہمت نہ گھٹا کے بحر بڑھ کر — آجائے نہ فوج موج چڑھ کر
اہل لشکر تھے بے خور و خواب — رک رک گئے مثل تیغ بے آب
دم لینے کو تھم گئے وہیں پر — سبزے کی روش جمے زمیں پر

تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا
اتنے مین نسیم صبح آئی
جب مہر سپہر نکلا
چلنے کو تھا مثل موج بیتاب
دن بھر رہا گرم رو زمین پر
دن گھٹ کے قریب آئی جب شام
پانی کہتا تھا اب ڈبویا
وہ جوش شباب جس سے ثریا لے
ظاہر کر دے بھنور کی گردش
پھیرے ہر موج کی روانی
سورج جو ہوا نظر سے مستور
ساحل پہ رکا وہ خانہ برباد
جاری رہے اشک نہر کیطرح
جب غرق ہوا سفینہ ماہ
کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا
تھا وہ بحر طلسم و نیرنگ
کف دیکھ کے بحر کے لبون پر
دریا ہوا جاری روتے روتے
مجبور پڑا بلا سے پالا

تھا بخت اپنا کہ پڑ کے سویا
چھوٹی ہر رخ مادر ہوائی
گردون سے وہ مثل مہر نکلا
آگے کو بڑھا برنگ سیلاب
جسطرح فلک پہ شاہ خاور
اک بحر روان سے پڑ گیا کام
تھا قول حباب دم مین کھویا
داماں سحر سے پاٹ بڑھ کے
قسمت کی فلک کی سر کی گردش
تلوار کی آبرو پہ پانی
ظلمت ہوئی زلف چہرہ نور
جیسے حیرت سے لب پہ فریاد
بے چین رہا وہ لہر کیطرح
طوفان کیطرح اوٹھا وہ دیگاہ
چکر مین بھنور کی طرح آیا
ہو سنگ سے آب آب سے سنگ
دل کو ہوا جوش قہر کا ڈر
دیدے ہوے بحر غم کے سوتے
گھوڑا دریا مین اوس نے ڈالا

آخر پنہان نظر کی صورت
گھر سے وہ اوڑی خبر کی صورت

کب صرفِ دل وجگر تھے کمزور
اِسنے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور

ہاتھون مین ذرا سکت نہین تھی
پانؤن مین چلت پھرت نہین تھی

قد بڑھکے یہ بول اوٹھا کہ جھکیے
بل کھاکے کہا کمر نے رکیے

مان نے جو سُنا تو مثلِ صرصر
دوڑی پئے جستجوے دختر

دیکھا کہ وہ انتشار مین ہے
سورج میرا غبار مین ہے

گرمی اوسے غصے کی جتائی
رستے کا چراغ گھر مین لائی

وحشت زدہ کو بچھائی بیڑی
منت پوری ہوئی جنون کی

پریان گھیرے ہوے نگہبان
گرد آنکھ کے جیسے موے مژگان

بحر طلسم مین شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ دنون بعد اس بلا سے رہائی پانا

ڈوبا دل بحر غم مین ساقی
بن جائیگی جی پہ دم مین ساقی

اب تو چلے پار کشتیِ مے
بیڑا کرے پار کشتیِ مے

وہ ریگِ روان وادیِ غم
وہ رہروِ شوق ماہِ عالم

چھوٹا جو گہن سے صورتِ ماہ
شب ہوگئی پردۂ رخِ راہ

آتا نہ تھا شب کو یوں اوسے چین
دل زلف مین جسطرح ہو بیچین

بستر پہ وہ اضطراب کی شکل
تھی آب پہ موجِ آب کی شکل

در تھا کہ کوئی بلا نہ آجائے
یہ دیوِ سیاہِ شب نہ کھا جائے

گھر بار بھی بھولی مشتری تو
بے فصل اس باغ مین ہی کیا کام
شرمائی وہ سنکے پند مادر
کہنے لگی بات کیا ہے دم لو
آنکھون سے نہین کسی کو دیکھا
اس باغ مین کوئی گل جو کھلتا
نرگس کچھ دیکھتی تو کہتی
بو پائی ہو کچھ تو کیتکی بول
آنکھون سے عیان ہی سرخی قہر
سمجھون تو کہ ہے یہ کیا شگوفہ
بولی گھر چل کہا کہ کیا عذر
رنگت کی روش اوڑی ہوائی
پوشیدہ خیال یار منظور
سرخی رنگت کی تپ نے کی گرد
سوچی کہ سکوت اب کہان تک
بیاسا چل پھر کے چاہ ڈھونڈھے
سب حسن مرا شباب تک ہے
جاتی رہی یہ بہار تو کیا
تھی بدلے ہوا کے آگ گھر مین

کیا باغ کے ہاتھ بک گئی تو
شاخین نکلین گی ہو گی بدنام
ڈالی اشکون سے منھ پہ چادر
مین کچھ نہین جانتی قسم لو
دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا
پتی کو پتا صنوبر ملتا
سوسن کی زبان چپ نہ رہتی
گلگر اپنی زبان تو کھول
بو یا کسی بس کی گانٹھ نے زہر
کیا کوئی کھلا نیا شگوفہ
سایہ تھی کہ ساتھ تھی بلا عذر
دولت کی مثال گھر مین آئی
ہو رشتہ شمع جیسے مستور
گیندے کی طرح وہ ہو گئی زرد
حرف آئے نہ بے کہے زبان تک
بھٹکا جنگل مین راہ ڈھونڈھے
یہ دھوپ اسی آفتاب تک ہی
بے فصل ملا نگار تو کیا
بھیجا لگا پٹنے طرف سر مین

بولی وہ کہ ہوش مین خلل کیون | اس عیش مین تجھ بے محل کیون
بولین یہ کہ عیش اب کہان ہے | آرام نصیب دشمنان ہے
دم ناک مین ہے کہین نکلجائے | عزت گئی ناک کٹ گئی ہائے
انسان کی جا وہ ہے پری کو | یوسف ہے عزیز مشتری کو
شب کے لانے کی گھات کہدی | کھلکر پردے کی بات کہدی
یہ سنکے چلی وہ جانب باغ | ملتے تھے یہ شکن کلیجے مین داغ
تلوون سے لگی تھی جلتی آئی | انگارے وہان انگلی آئی
دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا | پہلے تو پری تھی اب ہے سایہ
وہ پیچ نہ زلف مین نہ وہ خم | وہ جان نہ جسم مین نہ وہ دم
ملے تب غم کے لب ہوے خشک | تر تھے عتاب اب ہوے خشک
گالون پہ جو چھائی ہے اداسی | دو پھول تو ہین مگر ہین باسی
حیرت زدہ سے نظر ملاکر | کہنے لگی آئنہ دکھا کر
تو اور ہے یا وہی پری ہے | کس منہ سے کہون کہ مشتری ہے
چپ ہے گویا ہے بید ہن تو | دی جان خدا نے بت نہ بن تو
کیون عشق بشر مین کھاتی ہے داغ | گل شمع کا کب ہے قابل باغ
تو ہر وہ ذرہ لاگ کیسی | تو شمع کو بڑھی یہ آگ کیسی
ہین یہ ترے کھیل کود کے دن | آتے نہین ہاتھ پھر گئے دن
مٹی نہ کر آبرو کو جانی | اندھا ہے کنوان جو ہو نہ پانی
کیون چاہ مین گر کے رو رہی ہے | کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

چھایا ہوا تھا باغ مین غم ۔ جس پیڑ کو دیکھو نخلِ ماتم
بلبل کی صدا تھی صورتِ تیر ۔ چلتی تھی ہوا برنگِ شمشیر
جاری تھا عرق بتر آب جو تھا ۔ اک آبلہ ہر حباب جو تھا
غنچے دلتنگ گل پریشان ۔ نرگس کو جو دیکھیے تو حیران
جو نخل تھا چپ کھڑا تھا ڈر سے ۔ سایہ غش مین پڑا تھا ڈر سے
کہتی تھی نگاہ سبزہ گیا ہے ۔ کانٹے کوئی بچھا گیا ہے
چکر مین تھی اس طرح وہ بیکس ۔ پڑ جائے بھنور مین جس طرح خس
کہتی تھی کہ کیا کرون مین مجبور ۔ ہے سخت زمین آسمان دور
مین آئی کہن مین۔ چاند چھوٹا ۔ ان دیوون پر آسمان نہ ٹوٹا
ناچ انکو نچاؤن تو پری ہون ۔ دنیا سے اڑاؤن تو پری ہون
آئے جو نظر جنون کے انداز ۔ سمجھانے لگین وہ تھین جو ہمراز
الجھن کو بڑھا نہ مثلِ کاکل ۔ پڑ جائے نہ کوئی پیچ اے گل
میل پری بشر سے ہے خام ۔ پانی نہ کرے شراب کا کام
چاہیے نہ ہما کس کی صحبت ۔ آتش سے بنے نہ خس کی صحبت
خورشید کو ذرہ کیا ضیا دے ۔ مہتاب کو شمع نور کیا دے
بدنام جہان مین جو تو ہو ۔ مانند نگین سیاہ رو ہو
اپنون پہ گران ہو بار ہو جائے ۔ کھٹکے آنکھون مین خار ہو جائے
رشتے والے الگ ہون کٹ کے ۔ جو پاس ہین بیٹھین دور ہٹ کے
جو چاہیے بنے وہ دم کا ساتھی ۔ لیکن نہین کوئی غم کا ساتھی

آرام طلب تھا وہ تھکن سے | خلوت کو سدھارا انجمن سے
تنہائی ملی تو پڑ کے سویا | تھا بخت وہ مشتری کا گویا

ملہائی کی خبر پاکے مشتری کا گھبرانا۔ ماں کا جانا اور مشتری کو گھر لے آنا

سینے پہ جنون کا رنگ ہے آج | ساقی مری عقل دنگ ہے آج
وحشت جو کہین زیادہ ہو جائے | زنجیر یہ موج بادہ ہو جائے
جو دیو تھا پاسبانِ زندان | گھبرا کے اٹھا وہ مثلِ طوفان
بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت | پرّان ہوا رنگِ رو کی صورت
دیوانہ پری کے پاس آیا | تن صورتِ بید تھرتھرایا
پھولا ہوا تھا کچھ اسقدر دم | تھا پیٹ پہ دھونکنی کا عالم
بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر | بولی کہ یہ کیون کہا مقدّر
زندان مین جوان اب نہین ہے | قالب تو ہے جان اب نہین ہے
دیوون کا وہ جستجو مین آنا | قیدی کا وہ قید سے چھڑانا
چکرا کے دکھایا بخت کا پھیر | روشن کیا جو ہوا تھا اندھیر
لائی وہ خیالِ نامرادی | اور آتشِ عشق کو ہوا دی
ملوا تھی مانگ پری کی سر کو | کانٹا تھی نگاہ چشمِ تر کو
پیدے جو ہوے تھے قہر سے لال | ہر دم کا تھا آگ مین برا حال
غرق تھا ڈرا ہوا غضب سے | لب ڈر کے لپٹ گیا تھا لب سے
غصہ کیا ہوگا اس سے بڑھکر | اپنے جامے سے تھی وہ باہر

پھر جانب خیمہ گاہ لی راہ — گردون کیطرف روان ہوا ماہ
اختر نے کہا کہو کہان تھے — بولا وہ پری کے مہمان تھے
یہ سنکے ہنسا وہ کہہ کے رویا — برق و باران سے ساتھ گویا
پوچھا کہ یہ کیون کہا کہ واللہ — فریاد تھی ہر نفس کے ہمراہ
زندان مین کہ زندہ گور مین تھا — پتلی تھا کہ چشم مور مین تھا
سقف اور زمین سے تھا بلا مین — دانہ سا دبا تھا آسیا مین
زنجیر کی وہ کڑی اوٹھائی — کاکل بھولا نہ یاد آئی
ہر دم ظلمت کا سامنا تھا — اپنی قسمت کا سامنا تھا
تاریک مکان اور در بند — آنکھون مین نگاہ تھی نظر بند
حسرت تھی کہ پھر جہان دیکھون — یا کم سے کم آسمان دیکھون
وہ عشق وہ گفتگو پری کی — وہ جوش وہ آرزو پری کی
وہ وصل پر اوس پری کا اصرار — اصرار پری پر اپنا انکار
انکار سے قید مین وہ جانا — دیوون کا وہ قید سے چھڑانا
صدمہ کہا اوس سے جسقدر تھا — تب دل پہ تھا اب زبان پر تھا
تھے چشم براہ اہل لشکر — ہر آنکھ کھلی تھی صورت در
آئے جو نظر یہ اختر و ماہ — پھولے نہ سمائے سب ہوا خواہ
ہمدرد تھے بے حواس شب کے — آتے ہی حواس آئے سب کے
غنچے مین برنگ گل کھلا وہ — ہر ایک سے مثل دل ملا وہ
یون چوم رہے تھے سب قدم کو — جسطرح سے برہمن صنم کو

دیکھی وہان ایک شکلِ عجیب — حیرت زدہ مثلِ نقشِ دیبا
تھا وہ یوسف میانِ زندان — یا تھا ظلمت مین آبِ حیوان
دیکھا کہ ہے دو حاجبِ نور — قفل ہے نگاہبانِ کافور
کچھ اوسکی نہ روک ٹوک مانی — من سانپ سے چھین لین ٹھانی
سیدھے مثلِ قیاس پہونچے — سیارے قمر کے پاس پہونچے
دیکھا حالت نہین ہے تن مین — گویا نہین کچھ بھی پیرہن مین
گیسو فصلِ خزان کا سنبل — چہرہ جیسے چراغ کا گل
پوچھا کہ اٹھائی یہ کڑی کیون — افتاد تمھارے سر پڑی کیون
شمعِ ویرانہ کیون بنے تم — جنگل کا خزانہ کیون بنے تم
جھجکا۔ گھبرایا۔ ڈر کے رویا — گھبرا گیا۔ آہ بھر کے رویا
بولے وہ کہ خیر خواہ ہین ہم — رہزن نہین خضرِ راہ ہین ہم
شر ہم ہین تمک نہ ہمکو جانو — پوچھین تو کہو کہین تو مانو
بولا۔ اے قیدیِ ستم ہون — لیکن شہزادۂ عجم ہون
گل ہون گو رنگ و بو نہین ہے — دُر ہون گو آبرو نہین ہے
الفت مین ہوا تھا خانہ برباد — غفلت مین ہوا ہین صیدِ صیاد
سایہ ڈالا پری نے مجھ پر — قبضہ کیا مشتری نے مجھ پر
لشکر سے اٹھا کے لے اوڑی دور — آنکھون سے نکال لائی وہ نور
مجبور ہون جبرِ مشتری سے — انسان ہون دب گیا پری سے
خواہش یہ ہوئی جو کرکے ضد گرم — زک پاکے خجل ہوئی وہ بے شرم

بولے وہ کہ بے خبر ہیں ہم سب
وہ نور بنا ہے کس نظر کا
یہ سنکے اوڑے وہ رنگ کیطرح
زناٹے سے جا رہے تھے یکسر
اوڑتے پھرے صورت خبر وہ
دیکھا کبھی شہر اور کبھی دشت
رستے رستے کو دیکھا بھالا
باغون مین لگائی تاک جاکر
ہر گوشے کو جھانکتے تھے جویا
کانون مین پڑی بشر کی آواز
یان نقش زمین کے نقش افسون
نالے دل کے شجر یہان کے
غم لے کے سنا کہ کوئی مضطر
بجلی سی گری برابر اونکے
آواز پہ جاتے جاتے پہونچے
آیا نظر ایک قید خانہ
تنگی وہ کہ چشم مور کہیے
لیتا نہ سے لے ہوا کو اوس مین
گھر گھر کبھی رات ہے کبھی دن

بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب
اب ہے وہ چراغ کسکے گھر کا
تیزی سے چلے تفنگ کیطرح
جسطرح کڑی کمان سے تیر
آندھی سے گئے ادھر اودھر وہ
کرتے رہے صورت ہوا گشت
کوچے کوچے کو چھان ڈالا
غنچون مین سے ہوا بچاکر
خود تھے ہمہ تن نگاہ گویا
سن ہوگئے وہ کہ ہے یہ کیا راز
یان دشت کے خار تشنۂ خون
چھالے دل کے ثمر یہان کے
سرگرم ہے آہ آتشین یہ
جلتے جلتے بچے پر اونکے
شعلون سے ہوا بچاتے پہونچے
یا طائر غم کا آشیانہ
ظلمت ایسی کہ گور کہیے
ہو خوف بلا کو اوس مین
وان رات سے دن نہو کسی دن

دیکھا درویش اک کہن سال | انسان صورت فرشتہ تمثال
باتین بحرِ کرم کی لہرین | آنکھین آبِ وفا کی نہرین
پیشانیِ صاف روحِ مومن | روئے شفاف عید کا دن
یون لوثِ جہان سے قلب تھا صاف | جسطرح ہو خانۂ خدا پاک
چہرے پہ جو ضعف سے شکن تھی | اک نور کی نہر موجزن تھی
قدمون پہ گرا برنگِ سایہ | بولا یا شاہِ عرش پایہ
اُفتاد سے آپڑی ہے سختی | روشن ہے ہماری تیرہ بختی
کس منھ سے کہے غلام حضرت | تسلیم ہے بے امام حضرت
لشکر پہ بادشاہ گم ہے | گردش مین نجوم ماہ گم ہے
ہم کیا سوئے نصیب سویا | پلکون نے جھپک کے دیدہ کھویا
بے شبہ ہے بیخودی کی شے نیند | یہ سچ ہے کہ نصف موت ہے نیند
ہم سوئے تو شب کو چور آکے | شہزادے کو لے گیا اڑا کے
سرمایۂ عیش تھا کبھی سر | اب دوش پہ بار ہے یہی سر
قسمت نے اجل کے گھاٹ اتارا | بحرِ غم کا نہین کنارا
بولا وہ خدا خدا کرو جی | اپنے مولا پہ من دھرو جی
پردہ کبتک حجاب کبتک | ڈوبا رہے آفتاب کبتک
کی بڑھ کے ادھر ادھر جو پوچھا | دیوون کی طلب تھی آ [illegible] پوچھا
شہزادے کو کون لے گیا ہے | اس دشت مین یہ ستم نیا ہے
اتنی نہین جان آدمی کی | ہے راہزنی کسی پری کی

کُنتا وہان کون آدمی کو — سنسان سے جنون ہو پری کو
بیکس نے وہ قیدخانہ پایا — برجِ عقرب مین چاند آیا
تاریک مکان مین وہ خوش اسلوب — یوسف تھا میانِ چشمِ یعقوب
یون چپ تھا کہ چور تھا وہ گویا — زندہ در گور تھا وہ گویا
کھانے کو جو پوچھیے تو غم تھا — آنے جانے کو پاس دم تھا
بند آنکھ جو در نے کی نہ کھولی — زنجیر بھی ہو کے چپ نہ بولی
وہ مجلس گرم اور وہ بیتاب — آتشکدے مین تھی جلے سیماب

ماہِ عالم کے کھو جانے سے ساتھیون کا گھبرانا اور ایک درویش کے سبب سے پھر ہاتھ آنا

آمادہ جور ہے زمانا — ساقی کوئی جامِ بادہ لانا
دل کشمکشِ بلا سے چھوٹے — قفلِ در تو یہ آج ٹوٹے
شہزادہ اسیرِ دامِ صیاد — لشکر دشتِ جنون مین برباد
بیچینی سے سب وہین پہ لوٹے — آنچل کی طرح زمین پہ لوٹے
چھوٹا تھا جو نورِ چشم کا ساتھ — پلکون کی مثال ملتے تھے ہاتھ
بولے بچھڑا حبیب افسوس — افسوس ہے اے نصیب افسوس
دانتون مین نہین زبان اتو — عضا مین نہین ہے جان اتو
خود ہمکو وہ چھوڑتا بھلا کب — یو باغ سے نکلے ہے ہوا کب
دریا سے گہر نہ آپ نکلے — پتھر سے شرر نہ آپ نکلے
اے حضرتِ بخت کیا یہ شر ہے — بابان قدم آپ کا کدھر ہے

لب ہل کے دکھاتے ہین کرامات
بولی اوس سے کہ یہ ستمگر
ہٹ مجھ سے کرے غضب خدا کا
تو قید سے اسکی آبرو لے
زنجیر کے سلسلے مین یون ڈال
تن کھٹکے جو بال ہو تو جانون
وہ دیو چلا تفنگ کی طرح
دامن اسکا تھا ہاتھ اوسکے
اک دشت نظر پڑا جنون خیز
بالو وہ کہ پہاڑ سرد ہو جائے
دھوپ ایسی کڑی نہ دہر مین ہو
سرد اوس سے ہو گرمی جوانی
وسعت سے خیال کو ندامت
وان موج ہوا تھی تیغ آہن
وان شاخ شجر تھی مار خونخوار
اوس دشت مین ایک قید خانہ
وحشت کے لیے بنا تھا وہ گھر
ظلمت سے شب فراق ڈر جائے
تنگی سے دل بخیل ہو تنگ

قینچی ہین کہ کاٹ دیتے ہین بات
ہے میری رگ جگر کو نشتر
پتلا ہے یہ آدمی بلا کا
جسمین یہ عزیز چاہ بھولے
چوٹی مین کسا ہو جسطرح بال
یہ ماہ ہلال ہو تو جانون
دوڑا شیشے پہ زنگ کی طرح
سایہ سا چلا یہ ساتھ اوسکے
مثل دل قیس وحشت انگیز
ٹیلے سے پہاڑ گرد ہو جائے
اوس سے تپ لازمی زمین کو
تلوار کی آنچ ٹھہرے پانی
چھوٹا کہین دامن قیامت
وان نقش قدم تھا چشم دشمن
وان برگ تھا شاخ مین کرالہ
تھا مرغ جنون کا آشیانہ
چشم آہو بھتا حلقۂ در
عاشق کی نظر سے زلف اوتر جائے
قق ہو گرمی سے دھوپ کا رنگ

کیا خاک کا خاک مین ملانا / نقشِ کفِ پا کا کیا مٹانا

آنکھین نہ بدل بگڑ کے مجھ سے / پچھتائیگا دیکھ لڑ کے مجھ سے

ہونٹون کو تو پھول ہے کہان تو / کیا منھ مین بھرے ہو گھنگنیان تو

غصے سے وہ لال غم سے یہ زرد / گرم اوسکا مزاج اسکا دل سرد

سر صورتِ باعثِ غم اٹھایا / جو دل مین تھا جوش منھ پہ لایا

بولا تو آگ ہو کے کیا پلٹے / مٹی ہو نہین آگ جس سے دب جائے

دل اوسکو دیا تو رہ گئی جان / یہ بھی ترے ہاتھون دسپہ قربان

امیدِ قسم نہین کہ ٹوٹے / خواہش دھیّا نہین کہ چھوٹے

چھوٹے گی نہ جستجوئے فردوس / دم نکلے تو جائے سوئے فردوس

یان پائے بشر ہٹا ادب سے / وان آگ ہوئی پری غضب سے

جلنا کیا اوسنے مشکل اسکا / مہندی کی طرح ملا دل اِس کا

سر پہ جو وہ آئی شامت آئی / آفت آئی قیامت آئی

دشمن ہوئی جان کی وہ جی سے / آنکھین دکھلائین دانت پیسے

اک دیو تھا سنگدل بلا کا / جامہ پہنے ہوئے قضا کا

صورت وہ کہ بدنمائی سب ختم / رنگت جس پر سوادِ شب ختم

دانت اوسکے کہ زرد زرد پتھر / دو دو دم انگل دہن سے باہر

ہر دم شکنون سے چہرہ بد / لیتا ہوا لہرین بحرِ اسود

پلکین اوسکے خدا بچائے / نیزے ہین یہ زہر کے بجھائے

آنکھین وہ بلا پھرے بلا گرد / فتنے ان پتلیون کے شاگرد

بولی کہ یہ بیوفائی کیون جی　　تمسے اتنی رکھائی کیون جی
دیکھی ترچھی نگاہ کیا خوب　　سبحان اللہ واہ کیا خوب
سمجھے نہ بشر کو تو پری کیا　　جو دُر کو نہ پرکھے جوہری کیا
رُخ پھیرے ہو رنگ ہے نرالا　　ہے دال مین کچھ ضرور کالا
در پردہ ہے کون پردہ کھولو　　آنکھین نہ دکھاؤ مُنھ سے بولو
بت بنگئے کس پہ جان دے کر　　چپ سُن ہو کسے زبان دے کر
کس شمع سے لَو لگائے ہو تم　　کس چاند کا داغ کھائے ہو تم
کیون زرد ہو جیسے زرد ہو برگ　　کیون ملتے ہو ہاتھ جیسے دو برگ
الجھن مین ہو کیون یہ کیا بلا ہے　　کس زلف کا پیچ پڑ گیا ہے
کیون جی نہین دیکھتے ادھر کیون　　کعبہ نہین مین جھکا ہے سر کیون
ٹیڑھے نہ ہو سیدھی بات یہ ہے　　مین جس سے دیون وہ گھات یہ ہے
مجھکو روؤ جو روؤ پیارے　　آنکھون سے نہ ہاتھ دھو پیارے
بیدل ہو تو آؤ مجھ سے دل لو　　روٹھے ہو گلے لگاؤ مل لو
سمجھا نہ کہ داغ کھائیگی یہ　　جل کر مجھکو جلائیگی یہ
غافل کہ کرے گی چوٹ کد سے　　جاؤن گا کہان مین بچ کے زد سے
سودا کر بیٹھے مول لینا　　قیمت مین وہ نقد ہوش دینا
وہ عشق یہ دن دکھلائے جس نے　　وہ چاہ کنوئین جھنکائے جس نے
سب کہتے کہا کہ لاگ یہ ہے　　جو دل مین لگی وہ آگ یہ ہے
مایوس بھی وہ ہوئی تحمل بھی　　امید بھی ٹوٹی اور دل بھی

مشتری کا جھلانا۔ شہزادے کا قید خانے جانا

ہون صورتِ غنچہ تنگ ساقی | لا بادۂ لالہ رنگ ساقی

غم کی کوئی حد ہی غم نہ دے اب | دم آیا لبون پہ دم نہ دے اب

معشوق کھنچا جو مثلِ شمشیر | اوڑک پا گئی مشتری کی تقدیر

گالون پہ روان تھے اشک پیہم | گل تر تھے کہ گر رہی تھی شبنم

دم جوشِ جنون کا بھر رہی تھی | دیوارون سے باتین کر رہی تھی

پہلو اوسنے ہزار بدلے | کیونکر دلِ بیقرار بدلے

کاٹا سلنے کو شب بھر اوسنے | کی صبح بجبر جا کر اوسنے

کھائے ہوئے داغ مثلِ لالہ | جل بھنکے اوٹھی وہ گرم نالہ

شہزادے پہ گرم تھی وہ شب سے | رخ لال تھا آتشِ غضب سے

آندھی سی اوٹھی ہوا سی آئی | سر پر اوسکے بلا سی آئی

سوتا مانندِ بخت پایا | صدمے کی طرح اوسے اٹھایا

چونکا تو نظر لڑی ڈرا وہ | تھی سر پہ اجل کھڑی ڈرا وہ

دل سرد تھا کھینچی آہ جل کر | کروٹ بدلی نظر بدل کر

قسمت کیطرح وہ اوسکا پھرنا | نظرون سے تھا مثلِ اشک گرنا

ہاتھ اوسنے ملے کہ بس نہین ہاے | ان ہاتھون کو دسترس نہین ہاے

پھر سا تو جو چاہا۔ پایا نا ساز | نکلی بھی تو بس نہین کی آواز

منھ کی کھائی تو غصہ آیا | منھ دیکھ کے بگڑی منھ بنایا

قہر آیا کہ جن چڑھا پری پر | لپکی جھلا کے آدمی پر

چھیڑا او سے حسین ساز ہو جائے — پھٹنے دے تا غبار دھو جائے
بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو — منھ کھول کے غصہ تھوک ڈالو
بڑھے نہ ہو رخ ادھر نہ پھیرو — دیکھو دیکھو نظر نہ پھیرو
اتنی نہ کرو کڑھائی دیکھو — ہونٹوں پہ ہنسی وہ آئی دیکھو
وان شوق عدوئے پردہ پوشی — یان ہمنفس زبان خموشی
وہ مثل زبان سے ادب تیز — یہ اشک الم سے ظرف لبریز
جوش اسکو جو تھا شباب کیطرح — دن بھر چلی آفتاب کی طرح
بدمست وہ تھی شعور کیسا — ظلمت چھائی تھی نور کیسا
جسدم ہوئی بند چشم خورشید — روشن ہوئی شمع بزم امید
پردہ کیا فاش راگ لائی — کاکل سی بڑھی لپٹنے آئی
باہر ہوئی جامے سے ہوس ہین — لین اوسکی بلائین دیکے قسمین
یان دل کو ہوا جو اور کی تھی — کانٹا سی پری کھٹک رہی تھی
پھیلی وہ تو یہ سمٹ کے بیٹھا — آگے جو بڑھی تو ہٹ کے بیٹھا
لین اوسنے بلائین تو یہ چونکا — ہاتھ اوسنے بڑھایا اسنے جھٹکا
معشوق کھنچا جو صورت ساز — دل بیٹھ گیا بشکل آواز
بدلی حیرت کی منھ پہ چھائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی
امید شکست کھا کے ٹوٹی — بستی راحت کی دکھ نے لوٹی
دل غم سے بھرا ایاغ کی طرح — شب بھر وہ جلی چراغ کی طرح

وصل پر مشتری کا اصرار و ناظم کا انکار

منحوس اوسکے لئے پری تھی
آنکھون سے قضا چڑھی نظر پر
پوچھا کہ یہان مین آیا کس طرح
پوچھا یہ ستم کیا ہے کس نے
پوچھا شکر کہا کہ ہان تھا
بولا یہ غضب تو بولی خاموش
بولا کہ نہین تو بولی بیکار
بندہ مجبور چارہ کیا تھا
آنکھون کو یہ بیخودی نے کھویا
تن جلنے لگا دھوان بنے بال
آواز کو خوف تھا نکلتے
سر مثل نظر جھکا ہوا تھا
ہو دل کا غبار صاف کیا خاک
دانائی تھی ختم اوس پری پر
سوچی ابھی جال مین پھنسا ہے
بو ہے جو دماغ مین وطن کی
دیوانہ نہ ہو کڑی اوٹھا کر
ہو رام وہ سلسلہ نکالو
روٹھے ہوے کو منانے بیٹھی

گویا کہ زحل وہ مشتری تھی
چتون سے چھری چلی جگر پر
بولی کہ قرار دل مین جس طرح
بولی تھکین دل دیا ہے جس نے
پوچھا کہ ملے گا بھی کہا تا
بولا کہ پھر اب تو کھولی آغوش
بولا کہ رہائی بولی دشوار
جو حق کی رضا چارہ کیا تھا
دم ہی نہ تھا پتلیون مین گویا
تھے بھاڑ کے دانے جسم کے خال
دم ہی نہ تھا ہونٹھ کسکے چلتے
دم صورت دل رکا ہوا تھا
کھٹکا تھا کہ چھینکتے کٹے ناک
اوڑتی چڑیا کے گنتی تھی پر
بھڑکے سب مجھسے تو دور کیا ہے
ناساز ہوا ہے اس چمن کی
انگارے نہ اوگلے تاؤ کھا کر
دم دھاگے کا جال اسپہ ڈالو
بگڑے ہوے کو بنانے بیٹھی

سائے کی روش قریب آئی اوس چاند پہ مثل ابر چھائی
یوسف جو ہوا عزیز جی سے دل چاہ مین گر پڑا خوشی سے
جنگل مین ملا جو یہ خزانا چوری کا خیال جی مین ٹھانا
یون بند آنکھین تھین سب کی یکسر جیسے ہون بند رات کو در
نشے سے خواب کا تھا سر جوش سر کی نہ خبر نہ پاؤن کا ہوش
قابو پایا پری نے اوس پر قبضہ کیا مشتری نے اوس پر
آغوش مین شکل اوس حسین کی تمثال تھی حرف دلنشین کی
یہ تھی حلقے مین شان معشوق جیسے منھ مین زبان معشوق
جنگل سے ہوا ہوئی ہوائی گل سے لیکے نہال گھر مین آئی
پلکون سے کھلی نقاب غفلت چونکا وہ مست خواب غفلت
آنکھین جو کھلین نصیب سویا کانپا سہما غریب رویا
بدلا نظر آیا کارخانہ اوجھا زلفون مین جیسے شانہ
چکر مین سر ضعیف کی طرح سر جسم کمر نحیف کی طرح
تھی خوف سے سانس دم چرائے کیا جان جو منھ سے باہر آئے
دل جسم مین یون ہوا افسردہ ہو بزم مین جیسے شمع مردہ
رگ رگ مین چھپی تھی جان ڈر سے دانتون مین دبی زبان ڈر سے
آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے دو چشمے زمین پر بہے تھے
دونون چشمون کا کھیل دیکھا گنگا جمنا کا میل دیکھا
تا حلق سے کے ڈر سے تھرتھرایا تھا سر کو بلا پری کا سایا

ندّی وہان ایک دیکھی جاری — ہو خُلد کی جس سے آبیاری

لہرائی طبیعت اوس قمر کی — شب چاندنی مین وہین بسر کی

جب کٹ گئی زلفِ شب سحرگاہ — روشن ہوئی مانگ کی روش راہ

تھک تھک کے جو سوئے تھے وہ جاگے — ہمّت کی طرح بڑھے سب آگے

افسون کی روش تھی سحر کا رنگ — لائی وہ بہار کچھ نیا رنگ

دن صورتِ مہر چلتے گذرا — چلتے نہین بلکہ جلتے گذرا

چل پھر کے تھا مرغزار مسکن — تھا مرکزِ دائرہ وہ گلشن

راہی ہوتا جہان سے ہر بار — آتا وہین پھر کے مثلِ پرکار

رستے سے کھلا نصیب کا پھیر — روشن یہ ہوا کہ ہوگا اندھیر

گلشن سے نکل سکا نہ اس طرح — گونگے کے دہن سے بات جس طرح

اک شب کہ تھی کاکلِ عزم — ہمرنگِ لباسِ اہلِ ماتم

یا بختِ سیاہِ اہلِ زنّار — یا فردِ حسابِ عُمرِ کفّار

شہزادہ کہ ماندہ ہوگیا تھا — مانندِ نصیب سوگیا تھا

پہرے والا چھپا لیا کھویا — مُردون سے وہ شرط بدکے سویا

لائی چکر مین گردشِ بخت — گذرے پریون کے اوس طرف تخت

اک اوتھین سے حور چہرہ گلفام — خورشید جمال مشتری نام

بولی کہ ہے رنگ کچھ نیا آج — بدلی نظر آتی ہے ہوا آج

اس غنچے مین یہ شگوفہ کیا ہے — جنگل مین عجیب گل کھلا ہے

منظورِ نظر ہوا نظارا — ٹوٹے جیسے فلک سے تارا

ساتھ ابن وزیر بھی سدھارا
پہلو میں قمر کے تھا ستارا

پوچھا تاجر نے بے خبر سے
راہیں دو ہیں چلیں کدھر سے

نزدیک کی ایک دور کی ایک
نزدیک کی بد ہے دور کی نیک

لا علم کہ دام ہے یہ کاہ
بولا کہ چلو قریب کی راہ

آندھی کو پکڑ سکے نہ کوئی
سیلاب سے لڑ سکے نہ کوئی

کس شے سے ہو میرا راستا بند
شعلہ نہ ہو خار و خس کا پابند

تھا رہرو کو جسے بلاوہ
تلوار کی دھار پر چلا وہ

سورج جب ڈوبنے پر آیا
دنیا نے لباس زرد پایا

پہنچا اک مرغزار میں وہ
تھا صورت گل بہار میں وہ

رنگ گل کا وہاں یہ تھا جوش
سائے سے زمیں ہوئی تھی گلپوش

یہ تھی سر شاخ شکل لالہ
جیسے کف رند پر پیالہ

پتی پتی پہ ہو شبنم جمی دیں
کانٹے پلکوں سے نوک کی لیں

بوٹوں سے چلے نہ چال قد کی
امید ہو پائمال قد کی

پھولوں کو جو دیکھیں گال تپائیں
سنبل او بھے تو بال تپائیں

ہم چشم جو نرگس چمن ہو
نشہ سب آنکھ کا ہرن ہو

غنچہ منھ سے کہے کہ تو کیا
مجھ سے اور تجھ سے گفتگو کیا

دلکش راہیں ادھر ادھر کی
سیدھی جن سے ہو مانگ سر کی

پیچیدہ تھیں جا بجا وہ بیلیں
دل جتنے ہوں کاکلوں سے لے لیں

چشمہ تھا کہیں تو دلنشیں تھا
پانی عرق رخ حسیں تھا

یون آ کے جما جنون سر مین   جیسے کوئی بیٹھے اپنے گھر مین
وحشت کی ہوا اٹھی بس بلا کی   دامن کی کلی کلی جدا کی
قائم نہ تھا رنگ اوسکے رُخ پر   جو رنگ آیا تھا وہ دم بھر
چھت دیکھ کے کاٹتا وہ راتین   کرتا کڑیون سے پہرون باتین
کچھ اتنا پڑا تھا درد سے کام   تھا آہ کا کام سانس کا نام
پڑ جائے جو چشمِ تر سے پالا   بھورے بادل کا مُنھ ہو کالا
پھٹتا تھا جو بار بار دامن   ٹکڑون سے بنے ہزار دامن
صورت دیکھو تو شوق ظاہر   پر تول رہا ہو جیسے طائر
سودا چڑھ کر جو سر پہ بیٹھا   دل گھر سے اوٹھا سفر پہ بیٹھا
حیرت مین تھا شاہِ مصلحت سنج   شادی کی خوشی تھی ہجر کا رنج
سوزش بھی تھی دل مین اور خوشی بھی   تھی دھوپ بھی اور چاندنی بھی
آندھی تھمتی محال تھا یہ   پانی رکتا خیال تھا یہ
نزدیک آئی پسر کی دوری   سامانِ سفر ہوا ضروری
اسباب حنا بہ فیل لدوا   جو کچھ بہرِ سفر تھا درکار
سب دیکھے اوسے کیا روانا   آگے سمجھا یا پیش آنا
ہاتھی پہ وہ مہر جلوہ گر تھا   یا جلوۂ برق طور پر تھا
ہودج کا وہ اوج چشم بد دور   نکلا پئے دید مہرِ پُر نور
اس حد کو اوٹھا کے سر نظر کی   پچھم کو گری کلاہ سر کی
خود قلب مین چار سمت لشکر   تھا بیچ مین چاند گرد اختر

گلشن لائی اوٹھا کے تصویر — خسرو کو دکھایا نقشِ تقدیر
بولی کہ ہے جوڑ حسبِ دلخواہ — زہرہ ہی دلہن تو چاند نوشاہ
دیکھی وہی شمع جس کی لو تھی — چمکا وہی چاند جس کی ضو تھی
نامہ تھا کلیدِ بابِ امید — ٹھہرایا قران ماہ و خورشید
انعام سا دیکھے نامہ بر کو — پتلی نے طلب کیا نظر کو
طالب سے ملا مزاجِ مطلوب — قاصد نے لیا جوابِ مکتوب

تاجر کی واپسی و شہزادی کا سفر طلسمات کی راہ اور پری کی نظر شہزادی کا راہ پرستہ آنا پری کے حکم سے قید خانے جانا

اب رند ہین بیقرار ساقی — دل پر نہین اختیار ساقی
تقدیر بدل نہین کو ہان سے — دے پھول کہ ہون ہوا یہان سے
کاغذ جو ملا ہوا تھا قاصد — تیز آہ سے کچھ سوا تھا قاصد
دم چلنے مین منفعل ہوا اوس سے — عمرِ گذران خجل ہوا اوس سے
جنگل جو پڑا ہوا تھا راہی — دریا جو ملا بنا وہ ماہی
گو گرم روی بہت جتائے — سورج کی کرن نہ اوسکو پائے
پہونچا جا کر قیاس کی طرح — ٹھہرا اپنے حواس کی طرح
سلطان کو دیا جوابِ مکتوب — طالب کو سنایا حالِ مطلوب
بھڑکی ہوئی آگ کو ہوا دی — بارود مین آگ سی لگا دی
مشتاق کا شوق کچھ بڑھا اور — دیوانہ تو تھا ہی جن چڑھا اور

تم مجھ سے جو پوچھو اپنے جی کی
وہ چیز ہے یہ کہ لیے ہی لے دل
یہ سُن کے ادھر وہ مسکرائی
غنچے سے جو نکلی پھوٹ کر بو
سب ہمسن چھیڑتی تھیں ہر بار
ہاں رال ٹپک پڑی تمھاری
منھ چومتے واہ ہمنے دیکھا
آخر نہ چھپا بلاؤں کا راز
تصویر کی کون ایسی ہستی
آنکھیں تو اٹھاؤ کچھ تو بولو
ایسی آئی ہیں یہ کہیں سے
انکو سب سمجھے ہیں یہ گالی
منھ خوب چڑھا رہی ہو کیا خوب
ہے کوئی ذرا ادھر تو آنا
لینے لگے چٹکیاں اشارے
آنکھوں کی طرح لڑی کسی سے
تیر ایسے ہوئی نظر کی صورت
جھلاکے کسی پہ پیک تھوکی
آخر نہ چھپی نظر کی صورت

کیا شکل حسین ہے کسی کی
جو دیکھے اسے وہ دے ہی دے دل
گلشن نے دھوم ادھر مچائی
پھیلی گھر میں ادھر ادھر بو
کیوں جی تھیں آیا تھا بہت پیار
صورت ہی تھی ایسی پیاری پیاری
واللہ باللہ ہمنے دیکھا
چٹ چٹ کی کچھ آ رہی تھی آواز
اللہ تم اور بت پرستی
آنچل تو ہٹاؤ منھ تو کھولو
نخرے کرنا اجی انھیں سے
الٹی گنگا بہانے والی
انکے لیے رکھو ہے ادا خوب
منھ دیکھینگی آپ تم تو لانا
بس لوٹ گئی ہنسی کے مارے
کاکل سی اوجھ پڑی کسی سے
ٹپکا دیسے پاکے سر کی صورت
منھ ہنسکے چھپالیا جو چوکی
پردے میں چھپی جگر کی صورت

پردہ تھا کشادہ اور دروا ۔۔۔ گھونگھٹ مین تھی چشمِ فتنہ گردا

تھا پردۂ گوش پردۂ در ۔۔۔ نغمے کی طرح سمایا اندر

گھر مین جو سپیدی چار سو تھی ۔۔۔ صبحِ اُمید روبرو تھی

انوار سے صحنِ خانہ لبریز ۔۔۔ جیسے دلِ عابدِ سحرخیز

بامِ اوج مین بادشہ کا اقبال ۔۔۔ محرابِ ابروئے کج کی تمثال

تھی پیشِ نظر یہ صورتِ طاق ۔۔۔ واشوق مین جیسے چشمِ مشتاق

وہ سقف مین قمقمے پُرانوار ۔۔۔ پھولے پھولے حسین رخسار

دیکھا کہ وہ بادشاہِ دوران ۔۔۔ ہے تخت پہ صورتِ سلیمان

جھک کر بہ ادب مثالِ خامہ ۔۔۔ دی وہ تصویر اور وہ نامہ

نامے سے کھلا طلسمِ تقدیر ۔۔۔ پُتلی ہوئی آنکھ کی وہ تصویر

صورت کا بناؤ چشمِ بد دور ۔۔۔ سائے مین تھا آفتاب کا نور

زاہد کیسا ہی بُت شکن ہو ۔۔۔ اس بُت کو جو دیکھے برہمن ہو

دولھا کی پسند تھی دلھن پر ۔۔۔ تھا حصر جواب یاسمین پر

گلشن دخترِ وزیر اوس کی ۔۔۔ کھیلی ہوئی اوسکے ساتھ کی تھی

رہتی تھین وہ ساتھ ساتھ اسطرح ۔۔۔ پہلو مین دل و جگر ہین جس طرح

خسرو نے شبیہہ دی ایسی کو ۔۔۔ تا نورِ نگاہ یاسمن ہو

خلوت مین وہ پہونچی لیکے تصویر ۔۔۔ بولی کہ یہ دیکھو نقشِ تقدیر

دیکھی جو شبیہِ ماہِ عالم ۔۔۔ گردن ہوئی مثلِ ماہِ نو خم

برچھی پڑی نوک سے پلک کے ۔۔۔ دل مین لگی آگ سی چمک سے

صورت نہ بگاڑو بنکے رنجور
بن جائے نہ جی پہ جان سے دور

پھل نخل جنون کے مل رہے ہین
گلیون مین شگوفے کھل رہے ہین

بہکو نہ کہ آئے حرف ادب پر
کیون ہو کے سبک گران ہو سب پر

امید نہین تمھاری خو سے
ہو چاہ عزیز آبرو سے

ہمنے مانا کہ دے چکے دل
اب تم مانو کہ ہو نہ بیدل

بے فکر نہ مدعا بر آئے
بے ذکر نہ بات لب پر آئے

بے شمع نہ بزم ہو منور
بے غوطہ نہ ہاتھ آئے گوہر

برسے گا اگر گھرا ہے بادل
پھولا ہے شجر تو لائیگا پھل

غنچہ ہے تو ہو گا پھول گر گل
سلجھے گی اوجھ گئی جو کاکل

سمجھا کے بجھا کے لیکے خامہ
لکھ پڑھ کے سنایا اوسکو نامہ

نسخہ جو لکھا برائے بیمار
امید ہوئی دوائے بیمار

دیکھا جو وہ بخت کا سیاہا
زخمی سمجھا دوا کا پھاہا

خط توڑ کے یہ کیا اشارہ
ہے غم سے شکستہ دل ہمارا

ظاہر کیا نذر کے یہ رنگ
ہے قید بلا مین یہ دل تنگ

تاجر کا نامہ ہو کر فردوس مین آنا ہنسی خوشی سے جواب پانا

تیرے سر کی قسم ہے ساقی
تیرا ہی بس ایکدم ہے ساقی

مر دے رہے ہے تیرے نام کی خیر
خم کی شیشے کی جام کی خیر

سلطان قلمرو غم و رنج
[illegible] تھا مانند شاہ شطرنج

الد

دل مین نہ کبھی نہان رہے بات
ظاہر ہو شکم سے بے کہے بات

کہتا ہے یہ ناف کو نظارا
ہے ماہ شکم تو ناف تارا

یا قصر شکم ہے در ہے وہ ناف
یا بحر شکم بھنور ہے وہ ناف

یا سخت پڑی ہے چشم جویا
وہ ناف ہے نقش دیدہ گویا

موہوم ہے وہ کمر یہان تک
صانع نے دیا ہے نقطۂ شک

اک زلف کا بال ہے کمر کیا
شاعر کا خیال ہے کمر کیا

ستار عیوب کی قسم ہے
دو ہستیون مین نہان عدم ہے

یون عقدہ کشا ہے طبع کشاف
ہے تار نگاہ دیدۂ ناف

تعریف سرین مین عقل گم ہے
خاطر کو گران مثال خم ہے

میکش یون مست گفتگو ہین
میخانے ہین نقرئی سبو ہین

ایوان حیا ہین یا ہین چھالے
یا کھیئے دھرے ہین آفتابے

اب پا ہین چلے ہے کیا مین بولون
ایسی نہین یہ گرہ کہ کھولون

کیا خاک گہر کی آبرو ہے
غنچے مین مقام گفتگو ہے

ساغر نہ کہون صدف نہ جانون
گندم ہے کہو کبھی نہ مانون

عقدہ کھلے چاک پر جو ہو غور
عاشق کا جگر ہے کچھ نہین اور

رانین ملبوس مین ہین مستور
شمعین فانوس مین ہین مستور

پنہان با دل مین بجلیان ہین
مضمون الفاظ مین نہان ہین

ساقون پہ یقین ہے شاعرون کو
مصرعے ہین یہ بیت حسن کے دو

پاؤن مین ہے لام الف کا نقشا
مرقوم ہے صاف صورت لا

ہین دانت وہان صاف مین بند
ہیرا پتھر یہ گفتگو ہے
رُخ ہے مُلکِ فرنگ گویا
دانتون کی صفین نظر پڑی ہین
پنہان نہین کچھ ذقن کے اوصاف
ہے غبغبِ صاف چاہِ نخشب
عین آنکھ کو کیجئے جو تسلیم
کہتی ہے نظر کی تختہ یابی
گالون پہ جو آتے ہین نظر خال
نقطے قدرت نے خود دیئے ہین
گر شمع سے دون مثالِ گردن
اللہ اللہ بلند ہے شان
کیا جلدِ گلو ہے اور کیا رنگ
یا مے ہے بھری میانِ شیشہ
شانے جو ہین دونون بازوون پر
ہے جوشِ ضیا سے آشکارا
گورا ہے بدن تو نہر کہیئے
دو ہاتھ ہین سینہ ہے مگر ایک
پہونچون کو نہ پہونچے چاہ ہی جو ہو

سیپارے ہین یا غلاف مین بند
موتی کی ذرا سی آبرو ہے
مُنھ قلعہ ہے بہر جنگ گویا
یا قلعے مین پلٹنین کھڑی ہین
پڑھیئے قرآن مین سورۂ قاف
خالِ غبغب ہے ماہِ نخشب
شک اس مین نہین کہ ہے دہن میم
ہے پارۂ عم رُخِ کتابی
ہے نقطۂ انتخاب ہر خال
اوراق یہ منتخب کیئے ہین
ہر شمع کو سرو بالِ گردن
رحل اسکو کہون کہ رُخ ہے قرآن
آئینہ ہو صاف پیک کا رنگ
یا لال پری میانِ شیشہ
دو ہین مینا تو دو ہین ساغر
اکون کے کنول ہین جلوہ آرا
ہر ہاتھ کو ایک نہر کہیئے
تلوارین تو دو ہین اور سپر ایک
گھل جلے جلن یہ شمع کو ہو

ماہ عالم کا جوش شباب اور تصویر پر عاشق ہو کر پیچ و تاب

ہان ہان ساقی شراب آئے — دل سرد ہے آفتاب آئے

بے دختر رز نہین مجھے چین — ہون صورت موج بادہ بیچین

بڑھ کر ہوا بدر جب مہ نو — پھیلی ہر سمت شان کی ضو

ٹھہرا ہنرون سے وہ یگانہ — مجموعۂ خوبی زمانہ

حصّے مین تھی آبرو کی ہر شے — تھا رزم مین تیغ بزم مین مے

دانش مین خیال نکتہ پایان — بینش مین نگاہ بے حجابان

اندیشے مین وسعت شب ہجر — افکار مین گرمی تپ ہجر

رنگین سخنی مین لعل احمر — شیرین دہنی مین حوض کوثر

گفتار مین شیشۂ مے ناب — رفتار مین یا نسیم یا آب

نور اوسکا فروغ دیدۂ طور — حسن اوسکا چراغ محفل نور

اوج اوسکی جبین کا ایک پرتو — شان اسکے چراغ بخت کی لو

رفعت کوٹھے کا ایک زینہ — دولت خاتم کا اک نگینہ

طاقت چٹکی مین صورت تیر — نصرت قبضے مین مثل شمشیر

عقل اتنی بڑھی کہ زلف گھٹجائے — عمر خضر و مسیح کٹ جائے

اکدن کہ تھا جوش موسم گل — دلکش تھی بہار زلف سنبل

حالت یہ گلون کے رنگ کی تھی — سائے سے زمین تھی گلابی

آمادہ تھا ہوا کو اسقدر پیار — منہ غنچون کے چومتی تھی ہر بار

نہر اپنی دکھا رہی تھی موجین — لہرون سے اڑا رہی تھی موجین

دیکھے جو بیان کی روانی   سوکھے بحر روان کا پانی
گھر اِیہ ہو رنگ شاعری کا   رنگ لبِ سرخ ٹھہرے پھیکا
ہو رشک یہ چستی سخن پر   ڈھیلی ہو قبائے نازتن پر
بندش پہ ہو موئے بند شیدا   چوٹی مین ہو پیچ و تاب پیدا
اس نسخے کو کیمیا پہ ہو فوق   سُرمہ ہو یہ بہر دیدۂ شوق

آغاز داستان یعنی شاہزادہ ماہ عالم کی پیدائش کا بیان

ساقی دیکھ آج شانِ گلشن   جوبن پہ ہین گلرخانِ گلشن
کہتے ہین چمن کے پھول بوٹے   ہے رنگ کہ تو یہ آج لوٹے
اِک شاہ تھا کشورِ عجم مین   مشہور تھا جاہ مین حشم مین
سلطان کے لقب سے نامزد تھا   انسان کے لباس مین اسد تھا
وہ یوسفِ کاروانِ اقبال   تھا اوج مین آسمانِ اقبال
رفعت کی بنا کا خود تھا بانی   عکس اُسکا تھا صرف اُسکا ثانی
کاکل بل مین بہت کم اوس سے   تلوار کا ناک مین دم اوس سے
ہمت کا بڑھاو حد سے بڑھکر   دریا سے زیادہ قد سے بڑھکر
سو سچ ہو فروغِ بخت سے زرد   دریا ہو کرم کے جوش سے سرد
گھر مین لیکن پسر نہین تھا   خالی تھی صدف گہر نہین تھا
گلزارِ جہان مین مثل شمشاد   کھاتا نہ تھا پھول پھل وہ ناشاد
گلشن تھا خزان رسیدہ اوسکا   بے نورِ نظر تھا دیدہ اوسکا

سر کتاب کا فلک ہو
ہواؤن کی ضو فشانی
دن لطیف ہو سخن مین
یون لفظ مین ہون مستور
ت سختی سے ہو شفق گرد
گلشن مین اوس پڑ جائے
نگ شباب سے ہو خالی
یرے سخن کو پڑھ کے یہ حال
ت مری یون ہو اہل فن مین
پ کہ ہزارون اہل فن مین
ا زبون کی جنبشون مین
ن مین فروغ کوئی کیا پائے
ا نہر مین آبروئے شبنم
اڑ کر چمک دکھا کر
ا گردون ہی چاک ہی چاک
ہین جام فن ہے خالی
ا میکش کو کچھ نہ کچھ ہے
مجھے قوت بیان دے
ے قلم مین زور فن ہو

نقطون مین ستارون کی چمک ہو
فردی بوٹی کی کامدانی
معشوق نفیس پیرہن مین
جیسے پتلی مین آنکھ کا نور
وہ رنگ جمے کہ لعل ہو زرد
لالے کی کلی کا منھ بگڑ جائے
غیرت سے کٹے سب اسکی لالی
پڑھنے والے کے ہونٹھ ہون لال
یاقوت کی کان ہے دہن مین
وہ ساقی بادہ سخن مین
جادو قلمون کی گردشون مین
آندھی مین چراغ بجھ کے رہجائے
کیا بحر مین اک حباب کا دم
تارا نہ بنے فلک پہ جا کر
اکسیر اکسیر خاک ہے خاک
کیا میکدہ سخن ہے خالی
تلچھٹ ہی سہی اگر نہین مے
منھ مین شمشیر کی زبان دے
قبضے مین قلم و سخن ہو

نعت جناب سید المرسلین

ہے وصف جناب احمد پاک — لولاک لما خلقت الافلاک
کونین کا حصر دم پہ ان کے — معراج کا سر قدم پہ ان کے
سائے مین تھی شان کبریائی — شکل اس سے کبھی نظر نہ آئی
یا بنکے مداد کلک تقدیر — کی خلق مین قسمتون کی تحریر
منظور نظر جو چار تھے یار — کاشانۂ دین کے تھے ستون
بحر رفعت کے چار تھے در — جسم ایمان کے چار عنصر
افلاک رضا کے چار اختر — دیوان قضا کے چار دفتر
لازم ہے ثنائے اہلبیت اب — تھے دین کے شجر کے پھول پھل سب
گویا قد مصطفے شجر تھا — اوس مین کوئی گل کوئی ثمر تھا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

رکھ لے بات اے خدا سخن کی — دے خامہ کو نوک بانکپن کی
لے موے مژہ کسی حسین سے — اور نوک نگاہ دلنشین سے
ہو باغ جہان مین یہ فسانہ — ہر مرغ نظر کا آشیانہ
خط مین ہو سواد شام کاکل — سطرون سے بچھا ہو دام
ہون دائرے گیسوون کے گھونگھر — یا دیدۂ نیم باز دلبر
بالا رہے شان الف کی قد سے — محراب حرم خجل ہو مد سے
مرکز وہ بانکپن دکھائے — ترچھی نظر اس سے جھینپ جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ی حمد ہے زبان پر — ہے آج دماغ آسمان پر
ں اُسکے لکھیں جو لکھنے والے — کونین کے دو ورق ہون کالے
نھ کو زبان زبان کو تقریر — پتلی کو نظر نظر کو تسخیر
ن کو قسم قسم کو نالہ — پہلو کو جگر جگر کو نالہ
نے کو دہن دہن کو کھانا — دانے کو شجر شجر کو دانا
بھنور بھنور کو چکر — دریا کو صدف صدف کو گوہر
کو کیا روز روز کو شب — لب کو دیے حرف حرف کو لب
و دوان کیا دوان ہے — پانی کو روان کیا روان ہے
ستے کھلائے کھلتے ہین روز — دو وقت ملائے ملتے ہین روز
سکا مقام بسکہ بالا — بیدم ہوتا ہے جانے والا
یہ تھکا کہ رُک گیا ہے — سر لوح پہ رکھکے جھک گیا ہے

ترانۂ شوق

اردو کی رنگین مثنوی

جس میں ماہ [illegible] اور یاسمن کا دلچسپ قصہ ہے

از تصنیفات صاحب تصانیف کثیرہ

منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی

حضرت مصنف کی جدید ترمیم اور تصحیح کے بعد

نورالحسن صاحب نیر بی-اے-ایل ایل-بی نے

سنہ ۱۹۲۱ء میں

بمقام قیصر باغ لکھنؤ نیر پریس میں چھپوائی

۱-جلد　　رجسٹری شدہ　　قیمت فی جلد [illegible]